﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 20

جمعۃ المبارک 04/جنوری 2013ء

22 صفر 1434 ہجری قمری ❁ 04/صلح 1392 ہجری شمسی

شمارہ 01

مسجد نبویؐ کی توسیع

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کچی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی اور اس کی چھت کھجور کی ٹہنیاں تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اس میں کچھ اضافہ کروایا اور لکڑیوں کے ستون دوبارہ لگوائے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اس میں اضافہ کیا اور اس کی دیوار کو نقش دار پتھروں اور گچ سے بنایا اور اس کے ستون نقش دار پتھروں سے اور اس کی چھت ساگوان کی لکڑی سے بنوائی۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فی بنیان المسجد حدیث نمبر:427)

اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے خلافتِ احمدیہ کے سوسالہ سفر کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس پیاری جماعت کے افراد کو خلافت سے وفا اور اخلاص اور تعلق میں بڑھایا ہے۔

ہم وہ خوش قسمت ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کی اس جماعت میں شامل ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو نہ صرف اپنے پر لاگو کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ دنیا میں بھی اس تعلیم کو پھیلانے والے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ مسیح موعود کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ یعنی وہ خلافت قائم ہوگی جو نبوت کے کام کو آگے بڑھائے گی اور اُس کے طریق پر چلنے والی ہوگی۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ وہ قدرت آسمان سے نازل ہوگی، یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو بھی خلیفہ بنائے گا اُس کے ساتھ آسمانی تائیدات اور قدرت کے نظارے بھی ہمیشہ دکھائے گا۔ اور خلافتِ احمدیہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے ساتھ اشاعتِ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کرتی چلی جائے گی اور اس کام کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ اُس کے ہاتھ بن جائے گا، اُس کے بازو بن جائے گا اور ہر فیصلہ جو خلیفۂ وقت خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اسلام کی اشاعت کے لئے کرے گا وہ خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہوگا۔

پس آج ہر احمدی کا بھی کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات ونصرت سے حصہ لینے کے لئے، اپنے آپ کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا وارث بنانے کے لئے، خلافت احمدیہ کا ہاتھ بٹاتے ہوئے اشاعتِ اسلام کے کام میں حصہ لیں۔

گزشتہ 120 سال کی جماعت کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر جماعت کی، احمدیت کی حفاظت فرمائی ہے اور جماعت کو ختم کرنے کی دشمن کی ہر تدبیر نے ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھا ہے اور جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کی منازل طے کرتی چلی گئی ہے۔

آج جب مَیں دنیا کے کسی بھی ملک میں بسنے والے احمدی کے چہرہ کو دیکھتا ہوں تو اُس میں ایک قدرِ مشترک نظر آتی ہے اور وہ خلافتِ احمدیہ سے اخلاص ووفا کا تعلق ہے۔ چاہے وہ پاکستان کا رہنے والا احمدی ہے یا ہندوستان میں بسنے والا احمدی ہے، انڈونیشیا اور جزائر میں بسنے والا احمدی ہے یا بنگلہ دیش میں رہنے والا احمدی ہے، آسٹریلیا میں رہنے والا احمدی ہے یا یورپ وامریکہ میں بسنے والا احمدی ہے یا افریقہ کے دور دراز علاقوں میں بسنے والا احمدی ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ اب جلد وہ دن طلوع ہونے والا ہے جب احمدیوں پر ظلم کرنے والے خس وخاشاک کی طرح اُڑا دیئے جائیں گے۔ کیونکہ یہی خدا تعالیٰ کا منشاء ہے اور کوئی طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کا مقابلہ کر سکے۔

اختتامی خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24 اگست 2008ء برموقع جلسہ سالانہ جرمنی

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آجکل جماعت احمدیہ میں، افرادِ جماعت میں خلافتِ احمدیہ کے سوسال پورے ہونے پر ہر بچے، جوان، بوڑھے، مرد، عورت کے دل میں خلافت سے تعلق اور اُس کی اہمیت کا احساس پہلے سے کئی گنا بڑھ کر نظر آتا ہے جس کا اظہار زبانی بھی اور خطوط میں بھی بہت زیادہ احباب و خواتین کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے خلافتِ احمدیہ کے سوسالہ سفر کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیاری جماعت کے افراد کو خلافت سے وفا اور اخلاص اور تعلق میں بڑھایا ہے۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زمانے کے امام کا یہ دعویٰ کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے اپنی تائید ونصرت کے شامل حال رہنے کا وعدہ فرمایا ہے، سچا دعویٰ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر سوسال گزرنے کے بعد بھی افرادِ جماعت اُس رسّی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں بلکہ ہر وقت اُسے مضبوطی سے پکڑنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں جس کے پکڑنے کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنی جماعت کے افراد کو حکم دیا تھا اور نصیحت فرمائی تھی اور یہ اعلان فرمایا تھا کہ یہ قدرتِ ثانیہ جو میرے بعد آئے گی، یہ خدائی وعدوں کے مطابق دائمی قدرت ہے اور اس سے چمٹے رہ کر ہی ہر فردِ جماعت اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے نظارے بھی دیکھے گا

اور اپنی روحانی ترقی کی طرف بھی قدم بڑھائے گا، کیونکہ خلافت کی طرف سے ملنے والی ہدایات و نصائح وہی ہوں گی جو خدا تعالیٰ نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اب آئندہ تمام زمانوں کے انسانوں کے لئے ہمیں بتائی ہیں اور جو قرآنِ کریم کی تعلیم اور احادیث کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہیں لیکن سامنے ہونے کے باوجود دنیا اُنہیں بھلا چکی ہے یا اُس کی جاہلانہ وضاحتیں کرتے ہوئے اور تفسیریں بیان کر کے اُسے بگاڑ دیا ہے۔ اب غیروں کی تفسیریں پڑھ لیں تو بعض آیات کی عجیب مضحکہ خیز قسم کی تفسیریں کی ہوئی ہیں جو کسی کو اسلام کے قریب لانے کی بجائے دور ہٹانے والی ہوں گی۔ ان تعلیمات کا صحیح فہم اور ادراک اس زمانے میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطا فرمایا ہے اور آپؑ کے بعد خلافتِ احمدیہ کے جاری نظام نے اُسے دنیا میں پھیلانے کی ہمیشہ کوشش کی اور کوشش کر رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ یہ کوشش جاری رہے گی۔ کیونکہ جس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا اُس مقصد کو آگے چلانے کے لئے اس زمانے میں آپ کے عاشقِ صادق کو خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تو آپ کے ذریعے یہ اعلان کروایا کہ قُلْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف:159) یعنی اے رسول! تو اعلان کر دے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور پھر خاتم النبیین کہہ کر اس بات پر بھی مہر ثبت کر دی کہ اب آپ کے بعد کوئی شرعی نبی نہیں ہو سکتا، اور رہتی دنیا تک صرف اور صرف آپؐ کی شریعت قائم رہے گی جو آپؐ پر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی صورت میں اتاری ہے۔

پس اگر اب خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا کوئی ذریعہ ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ اب اگر نجات پانے کا کوئی ذریعہ ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ کر یہ نجات مل سکتی ہے۔ پس آؤ اور خالص ہو کر اُس کی غلامی اختیار کرو کہ اس دَر کے علاوہ اب کوئی راہِ نجات نہیں ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بتانے کے لئے کہ آپ کا یہ دعویٰ کہ میں تمام دنیا کے انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور ہر زمانے کے انسان کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، سچا دعویٰ ہے، یہ بھی اعلان فرمایا کہ میرے اس نبی کی غلامی میں ہی وہ مسیح و مہدی مبعوث ہو گا جو میرے اس رسول کے پیغام کو محفوظ رنگ میں تمام دنیا تک پھیلائے گا۔ جب وہ ذرائع بھی میسر آئیں گے جب یہ پیغام پھیلانے میں کوئی روک مانع نہیں ہو گی۔ اگر زمینی روکیں پیدا کر دی جائیں گی تو فضاؤں سے یہ پیغام نشر ہو گا۔ اگر ایک علاقے میں مخالفت کا زور ہو گا تو دوسرے علاقے میں احمدیت کی لہلہاتی کھیتیوں کے پنپنے کے لئے زرخیز زمینیں میسر آ جائیں گی۔ اگر ایک ملک میں پابندیاں لگیں گی تو دوسرے ملکوں میں احمدیت کے قبول کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو گی جو دراصل وہ حقیقی اسلام ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج مسیح محمدی کے غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے وعدے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہیں، جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیشمار الہامات کی صورت میں ذکر فرمایا ہے، اس لئے وہ شریعت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے لے کر آئے تھے، مسیح موعود کے غلاموں کے ذریعہ دنیا کے کونوں کونوں میں کامیابی سے پھیل رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اس وقت کے تمام مخالف مولویوں کو ضرور یہ بات ماننی پڑے گی کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے اور آپؐ کی شریعت تمام دنیا کے لئے عام تھی اور آپ کی نسبت فرمایا گیا تھا وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:41)۔ اور نیز آپؐ کو یہ خطاب عطا ہوا تھا۔ قُلْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف: 159) سو اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ حیات میں وہ تمام متفرق ہدایتیں جو حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک تھیں، قرآن شریف میں جمع کی گئیں، لیکن مضمون آیت قُلْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف: 159) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں عملی طور پر پورا نہیں ہو سکا کیونکہ کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادی دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغِ قرآن ہو جاتی۔ اور یہ اُس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اُس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتہ بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے، بلکہ اگر وہ ساٹھ برس الگ کر دیئے جائیں جو اس عاجز کی عمر کے ہیں تو 1257 ہجری تک بھی اشاعت کے وسائلِ کاملہ گویا کالعدم تھے۔ اور اس زمانے تک امریکہ کُل اور یورپ کا اکثر حصہ قرآنی تبلیغ اور اس کے دلائل سے بے نصیب رہا ہوا تھا بلکہ دُور دُور ملکوں کے گوشوں میں تو ایسی بے خبری تھی کہ گویا وہ لوگ اسلام کے نام سے بھی ناواقف تھے۔ غرض آیت موصوفہ بالا میں جو فرمایا گیا تھا کہ اے زمین کے باشندو! میں تم سب کی طرف رسول ہوں، عملی طور پر اس آیت کے مطابق تمام دنیا کو ان دنوں سے پہلے ہرگز تبلیغ نہیں ہو سکی اور نہ اتمامِ حجت ہوا کیونکہ وسائل اشاعت موجود نہیں تھے۔ اور نیز زبانوں کی اجنبیت سخت روک تھی۔ اور نیز یہ کہ دلائل حقانیت اسلام کی واقفیت اس پر موقوف تھی کہ اسلامی ہدایتیں غیر زبانوں میں ترجمہ ہوں اور یا وہ لوگ خود اسلام کی زبان سے واقفیت پیدا کر لیں۔ اور یہ دونوں امر اُس وقت غیر ممکن تھے لیکن قرآنِ شریف کا یہ فرمانا کہ وَ مَنْۢ بَلَغَ (الانعام:20) یہ امید دلاتا تھا کہ ابھی اور بہت سے لوگ ہیں جو ابھی تبلیغ قرآنی اُن تک نہیں پہنچی۔ ایسا ہی آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے۔ اور اس آیت میں جو مِنْهُمْ کا لفظ ہے‘‘ (یعنی وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ میں جو مِنْهُمْ کا لفظ ہے) ’’وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اُس زمانہ میں جو تکمیلِ اشاعت کے لئے موزوں ہے، مبعوث ہو گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہو گا اور اُس کے دوست مخلص صحابہ کے رنگ میں ہوں گے۔...... اُس وقت حسبِ منطوق آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة: 4) اور نیز حسبِ منطوق آیت قُلْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف: 159)، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور اُن تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبانِ حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدّام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کیلئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لایئے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کیلئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ اُن تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر مَیں ملک ہند میں آؤں گا کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے‘‘۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 260 تا 263)

پس ہم وہ خوش قسمت ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کی اس جماعت میں شامل ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو نہ صرف اپنے پر لاگو کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ دنیا میں بھی اس تعلیم کو پھیلانے والے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ ذرائع مہیا فرما دیئے ہیں جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی وجود نہیں تھا۔ گو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ پرنٹنگ پریس ایجاد ہو چکی تھی، دوسرے ذرائع موجود تھے لیکن جماعت کا اپنا پریس لگانے کے لئے اُس وقت وسائل نہیں تھے اور آسانی سے میسر نہیں تھے اور اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک علیحدہ تحریک فرمانی پڑی تھی۔ لیکن آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور غلامِ صادق سے کئے گئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ایشیا، یورپ اور افریقہ کے کئی ملکوں میں جماعت کے اپنے پریس کام کر رہے ہیں اور اُس پیغام کو پہنچانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ پھر صرف پریسوں تک ہی بات نہیں، بلکہ انٹرنیٹ اور سیٹلائٹ ٹیلیویژن کے ذریعے جدید ترین اور تیز ترین ذریعہ تبلیغ بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو میسر فرما دیا جو دنیا کے کونے کونے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو پہنچانے کا کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ کوئی ہماری خوبی نہیں، یہ خدا تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے کے وعدے کا عملی اظہار ہے جو آج پورا ہو رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تائید و نصرت کے وعدے کے پورا کرنے کا عملی ثبوت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کے اجراء پر اس حقیقت کا اعلان فرمایا تھا کہ یہ ایم ٹی اے کا اجراء کوئی ہماری خوبی نہیں ہے۔ ہم تو اس کے بارے میں ابھی سوچ ہی رہے تھے بلکہ ریڈیو کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ خدا تعالیٰ نے ایم ٹی اے کی شکل میں ہمیں انعام عطا فرما دیا اور تبلیغ کا ایک نیا ذریعہ مہیا فرما دیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے اُس وعدے کا اظہار ہے کہ ’’مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘۔ (تذکرہ صفحہ 260 ایڈیشن چہارم شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

پس یہ تبلیغ کے زمین کے کناروں تک پہنچنے کا کام اصل میں تو اُس اعلان کی کڑی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے کروایا تھا کہ قُلْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف: 159) کہ اے لوگو! تمام دنیا کے انسانو مَیں تم سب کی طرف مَیں اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ چنانچہ دیکھ لیں، پریس بھی، انٹرنیٹ بھی اور ایم ٹی اے بھی دنیا کی مختلف زبانوں میں اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ مختلف زبانوں میں جماعت کی ویب سائٹ کام کر رہی ہے۔ اٹلی میں بھی وہاں کے احمدی نوجوانوں نے Italian زبان میں بڑی اچھی ویب سائٹ بنائی ہے۔ اس طرح دوسری زبانوں میں بھی ہے۔ اٹلی کی مثال میں نے اس لئے دی ہے کہ یہی وہ ملک ہے جہاں اس وقت عیسائیت کی خلافت یعنی پوپ کا مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چند سال پہلے وہاں مرکز اور مسجد کے لئے جگہ خریدنے کے لئے جو کوشش ہو رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُسے بھی فائنل شکل دے کر وہ ہمیں مہیا فرما دی ہے اور مسیح محمدی کے غلاموں کا، مسیح موسوی کے ماننے والوں کو اس آخری نبی کے قدموں میں لانے کی کوششوں کا ایک نیا میدان کھل گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے صرف بنی اسرائیل کے لئے نہیں بھیجا تھا بلکہ تمام دنیا کے انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا تھا۔

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ شخص جو تکمیل اشاعتِ دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کے طور پر مبعوث ہونا تھا، ہوا۔ اور مَیں اور آپ اُن خوش قسمتوں میں سے ہیں جنہیں یہ ترقیاں دیکھنی نصیب ہو رہی ہیں۔ اور جن کو یہ توفیق ملی کہ اُن کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔

پس اب ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنے آپ کو بھی اس بات کا اہل ثابت کرنے کی کوشش کریں جس سے ہم اور ہماری نسلیں ہمیشہ اُن برکات سے فیض پاتی چلی جائیں جو حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کی جماعت سے جڑے رہنے والوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) اس بات کو ظاہر کر رہی ہے کہ ہدایت کا ذخیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مکمل ہو گیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ: 4)۔ یعنی آج مَیں نے تمہارے فائدے کے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تمہارے پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔ پس اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہدایت کامل ہو گئی اور اب کوئی شرعی کتاب نہیں آ سکتی۔ اب کوئی شرعی رسول نہیں آ سکتا لیکن اشاعتِ دین کا کام باقی ہے جو آخرین نے کرنا ہے۔ اور وہ جیسا کہ مَیں نے حوالہ پڑھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس زمانہ میں یہ اشاعت کا کام ہی ہونا تھا اور ہو رہا ہے۔ کیونکہ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) کی سچائی اُس وقت ثابت ہوتی ہے جب ہم یہ تسلیم کریں کہ اشاعت کا کام آئندہ زمانے کے لئے ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ اُس پیشگوئی کے مصداق بنے جیسا کہ اس کی وضاحت میں خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم-عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر228

مکرم الطیب الفرح صاحب (4)

گزشتہ تین اقساط میں ہم نے مکرم الطیب الفرح صاحب کے قبول احمدیت تک کے واقعات بیان کئے ہیں۔ان کے بارہ میں اس آخری قسط میں باقی واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

جماعت سے رابطہ

مکرم الطیب الفرح صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

بیعت کے بعد میں نے عربک ڈیسک کو اپنا فون نمبر ارسال کردیا اور سپین کے احمدی احباب کے ساتھ رابطہ کروانے کی درخواست کی۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد ہی مبلغ سلسلہ مکرم سید عبد اللہ ندیم صاحب نے بذریعہ فون رابطہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ سپین میں بفضلہ تعالیٰ احمدیوں کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے جن میں سے کچھ عرب احباب بھی ہیں۔ پھر وہ میرے گھر پر بھی تشریف لائے اور جماعت کے بارہ میں بہت سی معلومات کے علاوہ سپین میں جماعت احمدیہ کے مرکز کے بارہ میں بھی تفصیل سے بتایا۔ یہ سب کچھ جان کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔

جلسہ سالانہ جرمنی کا روح پرور ماحول

اسی سال جماعت احمدیہ سپین نے عرب نومبایعین کی جلسہ سالانہ جرمنی میں شرکت کے لئے ایک خاص پروگرام بنایا تھا۔ اس پروگرام کے تحت ہم بائی روڈ ایک لمبے سفر کے بعد جب جرمنی کے شہر ’’کارلسرو‘‘ پہنچے، وہاں جلسہ گاہ کا ماحول دیکھ کر ساری تھکاوٹ اتر گئی۔ وہاں کے نظام اور انتظام وانصرام نے نیز روحانی ماحول ،احمدی احباب کے چہروں پر پھیلتی ہوئی بے نظیر بشاشت اور آنکھوں سے جھلکتی ہوئی بے مثال محبت نے تو مجھے اپنا اسیر کر لیا۔ اس سارے روحانی ماحول میں پیارے آقا کے چہرہ مبارک کو ایک نظر دیکھنے کی خواہش بہت شدت اختیار کرگئی۔ چنانچہ نماز فجر پر جب حضورِانور نماز کے لئے تشریف لائے تو اس روشن اور صبیح چہرے کو دیکھتے ہی میری حالت عجیب ہوگئی۔ پھر آپ کی اقتدا میں پڑھی جانے والی اس پہلی نماز میں جو خشوع وخضوع کی کیفیت رہی اس کی لذت سے یہ میری پہلی آشنائی تھی۔

اگلے دن جمعہ تھا اور جب حضور انور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تو اس وقت کی روحانی فضا نے مجھے بیرونی دنیا سے بیگانہ کردیا تھا اور میں بار بار اسی بات کا متمنی تھا کہ کاش یہ مبارک ایام کبھی ختم نہ ہوں کیونکہ درحقیقت یہ میری زندگی کے خوبصورت ترین دن تھے۔

خلیفۂ وقت سے ملاقات

جلسہ ختم ہوا تو اس جنت نظیر روحانی ماحول کے ختم ہونے کے خیال سے طبیعت میں افسردگی چھانے لگی لیکن اس وقت ہمیں ایک ایسی خبر ملی جس کو سن کر طبیعت میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ خبر یہ تھی کہ کچھ دیر میں حضور انور ایدہ اللہ ازراہِ شفقت نومبایعین کو ملاقات کے لئے موقع عطا فرمائیں گے۔ میری زندگی کا یہ پہلا موقع تھا۔ یہ خوشی عجیب تھی۔اس کو منانے کا انداز بھی نہایت بے ساختہ اور عجیب تھا۔ جب حضور انور شرفِ ملاقات بخشنے کے لئے تشریف لائے تو میری آنکھیں اشکوں کی لڑیاں پرو پرو کر حضور انور کا استقبال کرنے لگیں۔ یہ خوشی کا ایک بالکل ہی جدا رنگ تھا۔ حضورانور نے ہر ایک سے جماعت سے تعارف اور بیعت کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ آخر پر پیارے آقا نے ازراہِ شفقت دست بدست بیعت کرنے کا موقع عطا فرما کر اس ملاقات کو ہمیشہ کے لئے یادگار بنادیا۔ فالحمد للہ۔

بیعت کے بعد تبدیلی

بیعت کے بعد مجھے واضح طور پر محسوس ہوا کہ میری زندگی میں ایک غیر معمولی تبدیلی واقع ہوگئی ہے۔ ایمان اور روحانیت کی ایسی لذات سے تو مَیں یکسر بے خبر تھا۔ بیعت کے بعد مَیں نے حتی الوسع کوشش کرکے نماز کو وقت پر ادا کرنے کی پابندی کرنی شروع کردی۔ اسی طرح نماز تہجد کی ادائیگی کا بھی اہتمام کرنے لگا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کی برکت کے پیش نظر ہر وقت میرے دل میں متقی بننے اور گناہوں وشہوات دنیا سے اجتناب کرنے کا خیال رہنے لگا۔ ہر روز مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام مبارک میں روحانیت اور علم کے نئے نئے جواہر ملنے لگے۔ بلاشبہ حضور علیہ السلام کی تحریرات اپنے اندر علوم ومعرفت کے سمندر لئے ہوئے ہیں۔

علاوہ ازیں ایک واضح تبدیلی یہ آئی کہ بیعت کے بعد مجھے اکثر سچی خوابیں آنے لگیں ان میں سے بعض تو بعینہٖ پوری ہوجاتی تھیں۔

مطالعۂ کتبِ مسیح موعودؑ کی برکت

مَیں ایک خواب کی وجہ سے کئی سالوں سے پریشان تھا۔ مَیں اکثر دیکھتا تھا کہ مَیں اسی پرائمری سکول کا طالبعلم ہوں جس میں بچپن میں پڑھتا تھا اور امتحان میں کامیاب ہونے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہوں لیکن کامیاب نہیں ہو پاتا۔ اسی طرح ہر دفعہ یہی دیکھتا تھا کہ مَیں اپنی بعض کتب مدرسہ میں بھول گیا ہوں، یا مَیں نے سکول کا کام مکمل نہیں کیا اور سکول جانے کا وقت ہوگیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ خواب مجھے بہت پریشان کرتی تھی اور مجھے ہر وقت یہی احساس دامنگیر ہوتا تھا کہ کہیں کوئی کمی یا خامی ایسی ہے جو باوجود کوشش کے پوری نہیں ہورہی۔ اب بیعت کے بعد جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ شروع کیا ہے ایسی خوابوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ شاید یہی وہ علمی کمی تھی جو خدا کے فضل سے حضور علیہ السلام کی کتب میں مذکور علمی جواہر ومعارف حاصل کرنے سے پوری ہوگئی ہے۔

لوگوں کی باتیں

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے ہدایت کی راہ دکھائی ہے جس کے بارہ میں لوگوں کو بتانے سے مَیں رک نہیں سکتا۔ لیکن اس پر ردّعمل کے طور پر مختلف باتیں سننے کو ملتی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ہم تمہاری بات کیوں سنیں؟ تمہاری علمی حیثیت ہی کیا ہے؟ تم سے بڑے بڑے فقیہ اور علماء اور شیوخ موجود ہیں جنہوں نے اپنے سے پہلے شیوخ اور کبار علماء سے علم حاصل کیا ہے جن کے ہزاروں لاکھوں پیروکار ہیں۔ کیا ہم سب کو چھوڑ کر تمہاری بات مان لیں اور ایک ایسے شخص پر ایمان لے آئیں جو آ کر اس دنیا سے چلا بھی گیا لیکن دنیا ابھی تک عدل وانصاف سے خالی ہے جبکہ پیشگوئی تھی کہ وہ ظلم کا خاتمہ کرکے عدل سے دنیا کو بھر جائے گا۔ نیز یہ بھی پیشگوئی تھی اس کے زمانے میں اللہ تعالیٰ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دے گا، اور مسلمانوں کے پاس اموال کے انبار لگ جائیں گے، ان کی خوشحالی اور ترقی کے ایام لوٹ آئیں گے۔ لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔

مسیح موعودؑ کے زمانے میں ظلم وزُور کا خاتمہ

{تبصرہ: یہ اعتراض اکثر دہرایا جاتا ہے کہ پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود کے زمانے میں تو ظلم وجور کا خاتمہ ہوکر انصاف وعدل کی حکومت قائم ہو جانی تھی لیکن بانیٔ جماعت احمدیہ کی وفات پر بھی اب تو سو سال سے زائد گزر چکے ہیں لیکن زمانے کی حالت ابھی تک مذکورہ صورتحال کے بالکل برعکس نمونہ پیش کررہی ہے۔

یہ اعتراض کرنے والے بھول جاتے ہیں کہ امام مہدی اور مسیح موعود خدا کا ایک فرستادہ ہی تو ہے، اور آپ کی صداقت کو پہچاننے کا معیار منہاج نبوت اور سنت انبیاء ہی قرار پائے گا۔ جب ہم انبیاء کی تاریخ پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ لوگ انبیاء کی بعثت سے قبل مختلف پیشگوئیوں کو غلطی سے ظاہر پر محمول کرکے اپنے ذہنوں میں ایک تصویر بنا لیتے ہیں اور اس کے مطابق ہی ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب وہ مبعوث ان کے ذہنوں میں بنائی ہوئی تصویر کے مطابق نہیں آتا تو یہ اس کے انکار کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔

مثلاً یہود رومیوں کے زیر تسلط زندگی گزار رہے تھے اور پیشگوئیوں کے مطابق ایک ایسے منجّی کے منتظر تھے جس نے انہیں نہ صرف رومیوں کے تسلط سے آزاد کروانا تھا بلکہ ان کے لئے ایک عظیم مملکت بھی قائم کرنی تھی۔ لیکن کیا ہوا؟ جب مسیح علیہ السلام آئے تو انہوں نے اعلان کیا کہ میری مملکت تو آسمانی ہے، مَیں کسی دنیوی مملکت قائم کرنے کے لئے نہیں آیا۔

یہود ایک جنگجو اور آن کی آن میں دشمن کو تہس نہس کرنے والے بادشاہ کے منتظر تھے۔ لیکن مسیح نے آ کر اعلان کیا کہ اپنے دشمن سے بھی محبت کرو اور جو تمہارے ساتھ بدسلوکی کے مرتکب ہوتے ہیں ان کے لئے دعائیں کرو۔ اور اگر کوئی تمہارے دائیں گال پر تھپڑ مارے تو بایاں بھی اس کے آگے کردو۔

یہود ایک ایسے حاکم اور منجّی کا انتظار کررہے تھے جس نے ان کے خیال کے مطابق انہیں قیصرِ روم کے بھاری ٹیکسوں سے چھٹکارا دلانا تھا لیکن مسیح نے آ کر کہا کہ جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو اور جو اللہ کا ہے وہ اللہ کو۔

مختصر یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام یہود کی تمام تر امیدوں پر پانی پھیرنے والے ثابت ہوئے اور ان کے خیالات کے بالکل برعکس انہوں نے یہی دعویٰ کیا کہ مَیں گناہ اور معصیت کی غلامی سے نجات دلانے آیا ہوں اور میری مملکت روحانی اور آسمانی ہے۔

اب اگر مختلف پیشگوئیوں کی بنا پر لوگوں نے مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بھی کوئی ایسے تصورات بنا لئے ہیں تو اس میں بھی ان کے فہم کا قصور ہے۔

دوسری بات سمجھنے والی یہ ہے کہ کسی بھی نبی کے بارہ میں پیشگوئیوں سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ سب کی سب نبی کی زندگی میں ہی پوری ہو جائیں گی بلکہ اس سے نبی کا زمانہ مراد ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کو بادشاہ بنانے کا وعدہ لے کر آئے لیکن کیا وہ وعدہ آپ کی زندگی میں پورا ہوگیا؟ نہیں، بلکہ آپ کی زندگی میں تو بنی اسرائیل ارضِ موعودہ میں بھی داخل نہ ہوسکے۔ لیکن آپ کی وفات کے تقریباً تین سو سال بعد بنی اسرائیل کی مضبوط مملکت قائم ہوگئی جو حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے زمانہ میں اپنے عروج تک جا پہنچی تھی۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور اپنے ماننے والوں کو یہ خبر دی کہ اللہ تعالیٰ انہیں منکرین پر غلبہ بخشے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں تو ایک جماعتِ مومنین ہی بنائی جو نہایت قلیل تعداد میں ہونے کے علاوہ دنیاوی لحاظ سے بہت کمزور تھی، اور تین سو سال تک تختۂ مشقِ ستم بنی رہی۔ اس کے بعد آپ کے ماننے والوں کے حق میں تمام وعدے پورے ہوئے۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دین اسلام کا تمام ادیان پر غلبہ کا وعدہ لے کر آئے لیکن آپ ؐ کی زندگی میں اسلام کا دیگر ادیان پر تمام دنیا میں ظاہری غلبہ تو نہ ہوا۔ چونکہ آپ کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اس لئے گزشتہ مفسرین بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ غلبہ اسلام کا وعدہ امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں پورا ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ انبیاء مومنین کی جماعت پیدا کرنے آتے ہیں جو اخلاق وعبادات اور محبت واخوت اور اعلیٰ انسانی اقدار میں مثال بن جاتی ہے۔ توحید آتی ہے تو شرک بھاگ جاتا ہے یعنی ظلم کا خاتمہ ہوتا ہے کیونکہ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمان:14) یقیناً شرک ظلم عظیم ہے۔ اعلیٰ اخلاق اور روحانی اقدار کی موجودگی میں عدل و انصاف کی صفات سے متصف معاشرہ کی بنیاد پڑتی ہے۔ اگر انبیاء روحانی جماعتیں بنانے آتے ہیں تو پھر روحانی اقدار سے ہی زمانے کی برائیوں کا خاتمہ مراد ہوسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’احادیث میں آیا ہے کہ جب وہ موعود آئے گا تو دنیا ظلم اور زُور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اس وقت دنیا میں شرک اور زُور کا بہت زور ہوگا۔ چنانچہ اِس وقت دیکھ لو کہ کیسی بت پرستی، صلیب پرستی، مُردہ پرستی اور قسم قسم کی پرستش ہورہی ہے اور حقیقی اور سچّے خدا کو بالکل چھوڑ دیا گیا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد4 صفحہ13 ایڈیشن1984ء مطبوعہ یوکے)

فرمایا:’’ یہ بات بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ اُس وقت بھیجے گا جب صلیب کا غلبہ ہوگا۔ جس سے مراد یہ ہے کہ صلیبی دین کا فتنہ بڑھا ہوا ہوگا۔ اس کی اشاعت اور توسیع کے لئے ہر ایک قسم کے حیلوں کو کام میں لایا جائے گا اور دنیا میں وہ ظلم وزُور جس کا دوسرے لفظوں میں شرک اور مردہ پرستی نام ہوسکتا ہے پھیلایا جاوے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ جس شخص کو بھیجے گا اس کا کام یہی ہوگا کہ اس ظلم وزُور سے دنیا کو پاک کرے اور مردہ پرستی اور صلیب پرستی کی لعنت سے دنیا کو بچائے۔ اس طرح پر وہ صلیب کو توڑے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد4 صفحہ19 ایڈیشن1984ء مطبوعہ یوکے)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے مضبوط دلائل سے اس ظلم وزُور کو ختم کرنے کا عظیم کام

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ ربوہ)

قسط نمبر 37

متی باب 26

متی کے اس باب میں یسوع نے اپنے چنیدہ بارہ مریدوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم سب اس رات میری بابت ٹھوکر کھاؤ گے اور پطرس جو سب شاگردوں میں سے اوّل نمبر پر سمجھا جاتا تھا اس کے لئے خاص طور پر پیشگوئی کی ہے کہ اس رات مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کرے گا۔ (متی باب 26 آیت 34)

اور اس پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے اس باب کی 56 آیت میں لکھا ہے: (یسوع کی گرفتاری کے وقت) اس پر سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔

اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو اس سے یسوع کے شاگردوں اور پطرس پر جو اعتراض پیدا ہوتا ہے اس سے بڑھ کر یسوع کی قوت قدسیہ پر اعتراض پیدا ہوتا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم قوت قدسیہ کا بشدّت احساس ہوتا ہے جس نے جان کی قربانی پیش کرنے والے صحابہ پیدا کئے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکے گا جب تک کہ وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ جائے۔

لیکن ہمارا خیال ہے کہ پطرس جس کو یسوع نے کلیسیاء کی بنیاد قرار دیا اس کو بدنام کرنے کی سازش بھی پولوس یا اس کے متبعین کی ہے۔ کیونکہ اگرچہ یہاں لکھا ہے کہ یسوع نے پطرس کے بارہ میں پیشگوئی کی تھی کہ وہ تین بار انکار کرے گا اور پھر آیت 69 تا 75 میں اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر بھی ہے۔ مگر اس کے چند دن بعد یوحنا کی انجیل کا درج ذیل بیان پطرس کی بریّت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یوحنا باب 21 آیت 15 تا 19 میں لکھا ہے:

اور جب کھانا کھا چکے تو یسوع نے شمعون پطرس سے کہا: اے شمعون! یوحنا کے بیٹے، کیا تو ان سے زیادہ مجھ سے محبت رکھتا ہے؟ اس نے اس سے کہا: ہاں خداوند تو تُو جانتا ہی ہے کہ مَیں تجھے عزیز رکھتا ہوں۔ اس نے اس سے کہا: میرے برّے چرا۔ اس نے دوبارہ اس سے پھر کہا: اے شمعون! یوحنا کے بیٹے کیا تو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں خداوند تُو تو جانتا ہی ہے کہ مَیں تجھ کو عزیز رکھتا ہوں۔ اس نے اس سے کہا: تو میری بھیڑوں کی گلہ بانی کر۔ اس نے تیسری بار اس سے کہا: کیا تُو مجھے عزیز رکھتا ہے۔ اس سبب سے پطرس نے دلگیر ہو کر اس سے کہا: اے خداوند تُو تو سب کچھ جانتا ہے، تجھے معلوم ہی ہے کہ مَیں تجھے عزیز رکھتا ہوں۔ (یوحنا باب 21 آیت 15 تا 19)

فرمایئے! کیا یہ وہی پطرس ہو سکتا ہے جس کے متعلق چند دن پہلے کہا جاتا ہے کہ وہ گرفتاری کے وقت نہ صرف حضرت مسیح کو چھوڑ کر بھاگ گیا بلکہ مقدمہ کی کارروائی کے دوران میں اس نے تین دفعہ نہ صرف مسیح کا شاگرد ہونے کا انکار کیا بلکہ (نعوذ باللہ) مسیح پر لعنت بھیجی۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ پطرس کے مسیح سے محبت کے 3 دفعہ اظہار کا تمسخر اڑانے کے لئے یہ انکار اور لعنت 3 بار پطرس کی طرف منسوب کئے گئے اور پولوس نے اپنے خطوط میں متعدد بار پطرس کو بُرا بھلا کہا، اس کی علانیہ مخالفت کی، اس کو منافقت کرنے والا قرار دیا گیا۔ اگر پطرس پر یہ الزام بھی پولوس اور اس کے متبعین کی کارروائی ہو تو کوئی بعید نہیں۔

اناجیل سے بھی ایک اشارہ مل جاتا ہے کہ یہ واقعہ درست نہیں اور وہ اشارہ یہ ہے کہ متی اور مرقس کے مطابق گرفتاری کے بعد شام کو یا رات کو لے جایا گیا تو سردار کاہن کائفا کے گھر میں یہ واقعہ ہوا۔ مگر لوقا کے مطابق دوسرے دن جبکہ یہود کی عدالت عالیہ میں مقدمہ کی کارروائی ہوئی۔ یہ اشارہ انٹر پریٹرز بائبل میں اس طرح ملتا ہے:

By attaching the introduction (Mark 14:54directly to the body of the account Mark 14:66-72)Luke has moved the incident forward so that it precedes the hearing before the Sanhedrin.

بہرحال نئے عہد نامہ میں یہ کوشش پائی جاتی ہے کہ پطرس کو بدنام کیا جائے اور ایک جگہ جہاں حضرت مسیح اس کو کلیسیاء کا بنیادی پتھر قرار دیتے ہیں وہاں کچھ دیر بعد حضرت مسیح کی زبانی پطرس کو (نعوذ باللہ) شیطان بھی قرار دیا گیا ہے۔

پطرس کے انکار کے بارہ میں پیشگوئی کے بعد متی کی انجیل **باب 26 آیت 35 سے 46 تک** حضرت مسیح کے گتسمنی کے باغ میں رو رو کر دعا کرنے کا ذکر ہے، اور لکھا ہے:

اس وقت یسوع ان کے ساتھ گتسمنی نام ایک جگہ میں آیا اور اپنے شاگردوں سے کہا یہیں بیٹھے رہنا جب تک کہ میں وہاں جا کر دعا کروں۔ اور پطرس اور زبدی کے دونوں بیٹوں کو ساتھ لے کر غمگین اور بے قرار ہونے لگا۔ اس وقت اس نے ان سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ پھر ذرا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یوں دعا کی کہ اے میرے باپ ! اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تو بھی نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تُو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔ پھر شاگردوں کے پاس آ کر ان کو سوتے پایا اور پطرس سے کہا کیا تم میرے ساتھ ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے؟ جاگو اور دعا کرو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔ روح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے۔ پھر دوبارہ اس نے جا کر یوں دعا کی کہ اے میرے باپ ! اگر یہ میرے پئے بغیر نہیں ٹل سکتا تو تیری مرضی پوری ہو۔ اور آ کر انہیں پھر سوتے پایا کیونکہ ان کی آنکھیں نیند سے بھری تھیں۔

(متی باب 24 آیت 36 تا 43)

ہم چرچ کی تعلیم کے ماننے والے ہر عیسائی کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیانت داری اور تدبر سے یسوع کی دعا اور دعا کے الفاظ پر غور کریں اور بچپن سے جو تعلیم چرچ کے منّاد ان کے کان میں ڈالتے رہے ہیں اس کو ایک گھڑی کے لئے بھلا کر اس یسوع کو دیکھیں جو اس بیان میں نظر آتا ہے۔

یسوع کے متعلق چرچ کی تعلیم یہ ہے کہ وہ ہر پہلو سے ہر لحاظ سے ہر جہت سے اپنی تمام صفات میں اپنی تمام صلاحیتوں، طاقتوں، استعدادوں میں کامل طور پر خدا باپ کے برابر تھا۔ اس بیان میں جو اوپر درج ہوا ہے یسوع کی انتہائی اذیت اور دکھ کا ذکر ہے جس کو مترجمین نے کچھ Soft کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ یسوع کہتے ہیں: 'میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے تک نوبت پہنچ گئی ہے'۔

ظاہر ہے کہ ان الفاظ کا کہنے والا قادر مطلق خدا نہیں ہو سکتا۔

پھر کہا:۔ اے میرے باپ ! اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے تو بھی نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔

ظاہر ہے کہ یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ یسوع کی مرضی اور خدا کی مرضی دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اب اگر یسوع کی مرضی نہیں تھی کہ وہ صلیب پر مر کر انسانیت کی نجات کا ذریعہ بنے تو خدا باپ نے یسوع کی مرضی کے خلاف اس کو صلیب پر لٹکا کر مارا۔ کیا یہ بات کسی طرح بھی محبت کرنے والے خدا، انصاف کرنے والے خدا کی طرف منسوب کی جا سکتی ہے۔ کیا یہ ظلم اور جبر اور تکبر کا فیصلہ نہیں۔

پادری ڈم میلو صاحب لکھتے ہیں:۔

As Christ was god and man, there were in Him two wills, a human will and a divine will, and the former did not always conform itself to the later without inward straggle.

اس پر لازماً کچھ سوال اٹھتے ہیں۔

As Christ was god and man

فرمایئے پادری صاحب کہ یسوع نے بار بار اپنے آپ کو ابن آدم Son of man کہا ہے۔ گویا یسوع اپنے انسان ہونے کا بار بار اقرار کرتے ہیں مگر اب ہم آپ کو چیلنج کرتے ہیں کہ اس کتاب میں بھی جو تحریف اور تناقضات اور اختلافات سے بھری ہے جو کتاب نہ یسوع نے لکھی نہ دیکھی اس میں بھی ایسی کوئی عبارت دکھائیں جس میں یسوع نے اپنے آپ کو خدا کہا ہو۔

آپ اپنے اس عقیدہ کو جو یسوع سے سالہا سال بعد اختیار کیا گیا یسوع کے متعلق مانتے ہیں۔ مَیں نے بار بار یسوع کے اقوال پڑھے ہیں اور میں تحدی سے کہتا ہوں کہ یسوع نے ایک جگہ بھی اپنے آپ کو خدا نہیں کہا۔ شاید آپ یہ کہیں کہ اس نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہا ہے لیکن یہ لقب تو اس نے اور لوگوں کیلئے بھی استعمال کیا ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر یسوع خدا بھی تھا اور انسان بھی تھا اور بیک وقت ایسا تھا تو فرمایئے کہ جب وہ رو رو کر تڑپ تڑپ کر یہ دعا کر رہا تھا کہ خدایا مجھے صلیب سے بچا لے تو کیا آپ کے خیال میں یسوع خود اپنے آپ سے دعا کر رہا تھا؟ کیا وہ اپنے آپ سے اپنی نجات مانگ رہا تھا؟ کیا ایک وجود کو اپنے آپ سے بے صبری اور تضرع کے ساتھ کچھ مانگنے کی ضرورت ہوتی ہے؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ یسوع نے کہا میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ پھر کہا : میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔

فرمایئے پادری صاحب کہ یسوع جو آپ کے خیال میں سب اولین و آخرین سے خدا سے تعلق رکھتا تھا، خدا کا سب سے پیارا تھا اس نے اس درد کے ساتھ دعا کی مگر آپ کے عقیدہ کے مطابق اس کی دعا قبول نہ ہوئی۔ آخر کیوں؟ یسوع نے قبولیت دعا کے بارہ میں اپنے شاگردوں کو بہت سبق دیا تھا مگر عملی نمونہ یہ ہے کہ ساری انجیل میں یسوع کی ایک ہی دعا بیان ہے جو نہایت تضرع سے اس نے کی مگر خدا کے حضور قبول نہ ہوئی!

پادری صاحب اگر آپ اپنی کتاب میں غور سے پڑھتے (جس کو آپ خدا کا کلام کہتے ہیں) تو اس کا جواب آپ کو معلوم ہو جاتا۔ اس کتاب میں صاف لکھا ہے کہ وہ دعا قبول ہو گئی تھی اور یسوع صلیب پر موت سے بچائے گئے تھے۔ چنانچہ عبرانیوں کے باب 5 آیت 7 میں لکھا ہے:

اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اس سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب اس کی سنی گئی۔ (عبرانیوں باب 5 آیت 7)

پادری صاحب آپ کہتے ہیں کہ یسوع صلیب پر مر گیا۔ مگر جس طرح آپ کی کتاب آپ کے تمام روایتی عقائد تثلیث، الوہیت مسیح، کفارہ، شریعت موسوی کی منسوخی، یسوع کے مشن کا عالمگیر ہونا، یسوع کا آسمان پر جانا کی تردید کرتی ہے اسی طرح آپ کے اس خیال کی بھی تردید کرتی ہے کہ یسوع صلیب پر مر گیا تھا اور یسوع کے مخفی دشمن پولوس کی اس کوشش کی کہ یسوع کی موت صلیب پر ہوئی جو لعنتی موت ہے تردید کرتی ہے۔

پادری صاحب یسوع کی یہ دعا اور دکھ ایک قطعی ثبوت ہے اس بات کا کہ یسوع کے بعد چرچ نے پولوس اور یونانیوں کے زیر اثر جو کفارہ کا تصور بنایا وہ حضرت مسیح کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ کفارہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک مسیحی پادری نے ایک دفعہ کہا تھا:۔

People come and die. Jesus came to die.

اگر یہ بات درست ہے تو یسوع نے ساری رات تڑپ تڑپ کر آنسو بہا بہا کر زمین پر گر گر کر یہ دعا اور التجا کیوں کی کہ اس کو موت سے بچا لیا جائے اور صلیب پر لٹکایا نہ جائے۔ کیا یسوع کی مرضی تھی کہ اس کو صلیب پر لٹکایا جائے؟ پادری صاحب دل پر ہاتھ رکھ کر جواب دیں ! اگر نہیں جیسا کہ لکھا ہے کہ

Not as I will, but as thou will.

تو فرمایئے کہ آپ اس کو اپنا منجی بنانا چاہتے ہیں جو آپ کی نجات کی خاطر صلیب پر چڑھنا اور مرنا نہیں چاہتا تھا!!!

(باقی آئندہ)

بقیہ: مصالح العرب از صفحہ نمبر 3

بقیہ: مصالح العرب از صفحہ نمبر 3

سرانجام دیا، دوسری طرف مومنین کی ایسی جماعت قائم کی جو اپنے اخلاق، روحانیت اور اعلیٰ اسلامی اقدار کی بدولت عدل و انصاف سے دنیا کو بھرنے والی ثابت ہو رہی ہے۔}

اس تبصرہ کے بعد ہم مکرم الطیب الفرح صاحب کی طرف لوٹتے ہیں وہ کہتے ہیں:

مَیں اپنے غیر از جماعت بھائیوں سے یہی درخواست کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہی دراصل صحیح اسلام ہے اور اس سے باہر رہنا ضلالت و گمراہی کے تھپیڑوں میں سفینۂ نجات سے باہر رہنے کے مترادف ہے۔ یہ وہ جماعت مومنین ہے جس کے امام کی بیعت کر کے اور اس میں شمولیت اختیار کر کے اُمّت آج اپنی جملہ مشکلات سے نجات پا سکتی ہے۔ ہر ایک نے خدا کے سامنے خود جوابدہ ہونا ہے اس لئے ہر ایک کو اپنی عقل استعمال کرتے ہوئے اس بارہ میں غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

عام طور پر شہید کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو جائے۔ بیشک ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان قربان کرتا ہے، شہید کا مقام پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ لیکن شہید کے معنی میں بہت وسعت ہے

احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے مرتبۂ شہادت کی نہایت پُر معارف تشریح۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے جو مَیں نے مختصراً باتیں کی ہیں یہ یقیناً ایسی ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کو اس کو حاصل کرنے، اس کو اپنانے اور زندگیوں پر لاگو کرنے کی خواہشیں کرنی چاہئیں، بلکہ لاگو کرنی چاہئیں۔ اور جب یہ معیار ہم حاصل کر لیں گے تو قطع نظر اس کے کہ دشمن کے حملوں اور گولیوں سے ہم جان قربان کرنے والے ہیں، دنیا کے کسی بھی پُر امن ملک میں رہتے ہوئے بھی ہم شہادت کا مقام پا سکتے ہیں۔

احمدیت ایک سچائی ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود کو ہم ماننے والے ہیں لیکن یہی سچائی احمدیوں کو بہت سے ممالک میں مشکلات میں گرفتار کئے ہوئے ہے۔ سب سے بڑھ کر پاکستان میں۔ اس کے اظہار پر احمدیوں کو سزائیں دی جاتی ہیں لیکن پھر بھی ایمان پر قائم ہیں۔

احمدی حالات کی وجہ سے پاکستان سے ہجرت کر کے یہاں اسائلم کے لئے آئے ہیں، آتے ہیں تو سچائی کے اظہار کی وجہ سے اُنہیں اپنے ملکوں سے یہ ہجرت کرنی پڑ رہی ہے۔ لیکن اگر یہاں آ کر جھوٹ اور غلط بیانی کو اپنے اسائلم کا ذریعہ بنالیں گے تو سارے کئے دھرے پر پانی پھیر دیں گے۔ پس آپ لوگ جو یہاں آئے ہیں جب دین کی خاطر ہجرت کر کے آئے ہیں تو پھر ہمیشہ سچائی کو قائم کریں اور اپنے ایمان کو مضبوط کریں اور روزِ جزا پر ایمان اور یقین رکھیں۔

مکرم مقصود احمد صاحب ابن مکرم نواب خان صاحب آف کوئٹہ کی شہادت۔ شہید مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 14؍دسمبر 2012ء بمطابق 14؍فتح 1391 ہجری شمسی بمقام بیت السبوح فرینکفرٹ (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

عام طور پر شہید کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو جائے۔ بیشک ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان قربان کرتا ہے، شہید کا مقام پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ لیکن شہید کے معنی میں بہت وسعت ہے۔ یہ معنی بہت وسعت لئے ہوئے ہے، اور بھی اس کے مطلب ہیں۔ اس لئے آج میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات اور بعض احادیث کے حوالے سے اس بارے میں کچھ کہوں گا۔

یہاں ان ممالک میں پلنے اور بڑھنے والے بچے اور جوان یہ سوال کرتے ہیں، کئی دفعہ مجھ سے سوال ہو چکا ہے۔ گزشتہ دنوں ہیمبرگ میں واقفات نَو کی کلاس تھی تو وہاں بھی غالباً ایک بچی نے سوال کیا کہ جب آپ شہداء کے واقعات بیان کرتے ہیں تو اکثر کے واقعات میں یہ ذکر ہوتا ہے کہ وہ اپنے قریبی عزیزوں کو کہتے ہیں کہ دعا کرو کہ مَیں شہید ہو جاؤں یا شہید کا رتبہ پاؤں یا شہادت تو قسمت والوں کو ملا کرتی ہے۔ تو شہید ہونے کی دعا کے بجائے سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ دشمن پر فتح پانے کی دعا کا کیوں نہیں کہتے اور یہ کیوں نہیں کرتے؟

یقیناً دشمن پر غلبہ پانے کی جو دعا ہے یہی اوّل دعا ہے اور الٰہی جماعتوں سے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی ہے کہ غلبہ اُنہی کو حاصل ہونا ہے۔ فتوحات انہی کی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی متعدد مرتبہ اللہ تعالیٰ نے کامیابی اور فتوحات کی اطلاع دی اور غلبہ کی خبر دی۔ اور ہمیں یقین ہے کہ اس کے واضح اور روشن نشانات بھی جماعت احمدیہ دیکھے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے آثار بھی ہم دیکھ رہے ہیں بلکہ ہر سال باوجود مخالفت کے لاکھوں کی تعداد میں بیعت کر کے جو لوگ احمدیت میں شمولیت اختیار کر رہے ہیں اور اُن ملکوں میں بھی بیعتیں ہو رہی ہیں جہاں مخالفت بھی زوروں پر ہے تو یہ سب چیزیں ترقی اور فتوحات ہی ہیں جس کے نظارے ہم دیکھ رہے ہیں۔ اسی طرح جماعت جو دوسرے پروگرام کرتی ہے اور اسلام کی خوبصورت تصویر پیش کر کے غیر اسلامی دنیا کے شکوک وشبہات دور کر رہی ہے۔ یہ جو بات ہے یہ کامیابیوں اور فتوحات کی طرف قدم ہی تو ہیں جو جماعت احمدیہ کے اُٹھ رہے ہیں جو ایک وقت میں آ کر انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں ایک غیر معمولی انقلاب پیدا کریں گے اور اس کے لئے ہر احمدی کو کوشش بھی کرنی چاہئے اور دعا بھی کرنی چاہئے۔

بہر حال بڑے مقاصد کے حصول کے لئے قربانیاں بھی دینی پڑتی ہیں، جان کی قربانی بھی دینی پڑتی ہے اور جماعت احمدیہ کے افراد جہاں بھی ضرورت ہو، ہر قسم کی قربانیاں دیتے ہیں اور اس کے لئے تیار بھی رہتے ہیں۔ اس میں جان کی قربانی بھی ہے جو اُن قربانی کرنے والوں کو شہادت کا رتبہ دلا رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں یہ لوگ داخل ہو رہے ہیں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ شہادت صرف اسی قدر نہیں ہے، شہید کا مطلب صرف اسی قدر نہیں ہے، اس کی گہرائی جاننے کے لئے اُن نوجوان سوال کرنے والوں کو ضرورت ہے اور بڑوں کو بھی ضرورت ہے، تاکہ شہادت کے مقام کے حصول کی ہر کوئی کوشش کرے۔ اس دعا کی روح کو سمجھے اور خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حضرت ابوہریرہؓ کو فرمایا کہ اگر صرف اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جانے والے ہی شہید کہلائیں گے تو پھر تو میری اُمّت میں بہت تھوڑے شہید ہوں گے۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب بیان الشہداء، حدیث 1915)

مسلم کی ایک حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صدقِ نیت سے شہادت کی تمنا کرے، اللہ تعالیٰ اُسے شہداء کے زمرے میں داخل کرے گا خواہ اُس کی وفات بستر پر ہی کیوں نہ ہو۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب طلب الشہادۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ، حدیث 1909)

بدر کے موقع پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اُس کے عہد کا واسطہ دے کر فتح مانگی تھی۔ اُن مسلمانوں کی زندگی مانگی تھی جو آپ کے ساتھ بدر کی جنگ میں شامل تھے۔ جان قربان کر کے شہادت پانا نہیں مانگا تھا۔ عرض کیا تھا کہ اگر یہ مسلمان ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر...... حدیث: 1763)

اللہ تعالیٰ نے بھی انسان کا جو مقصدِ پیدائش بیان فرمایا ہے وہ عبادت ہی بیان فرمایا ہے۔

پس ایک حقیقی مومن کا پیدائش کا مقصد صرف ایک دفعہ کی زندگی قربان کرنا نہیں ہے بلکہ مسلسل اللہ

تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش ہے اور ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہے۔ ہاں یہ بھی احادیث میں آتا ہے کہ ایک مومن جنگ کی خواہش نہ کرے۔ لیکن جب زبردستی اُسے اس میں گھسیٹا جائے، جب دین کے مقابلے پر ایک مومن کی جان لینے کی کوشش کی جائے تو پھر وہ ڈر کر پیچھے نہ ہٹے بلکہ مردانہ وار اپنی جان کا نذرانہ پیش کرے اور اس سے کبھی پیچھے نہ ہٹے۔ (صحیح بخاری کتاب الجهاد والسير باب لا تمنوا لقاء العدو حديث: 3025)

جب جنگوں کی اجازت اور حالات تھے تو دشمن کا مقابلہ کر کے یا جان قربان کر کے ایک مومن شہادت کا رتبہ پاتا تھا یا فتح پاتا تھا اور اس میں کسی قسم کا خوف اور ڈر شامل نہیں ہوتا تھا۔

آجکل کے حالات میں جنگ تو ہے نہیں۔ جماعت احمدیہ کے دشمن بھی ہیں اور ہمارے جو دشمن ہیں، جو بزدل دشمن ہے یہ چھپ کر حملہ کرتا ہے۔ لیکن اگر سامنے آ کر بھی حملہ کرے تو پھر بھی جنگ کرنے کا تو حکم نہیں ہے۔ بعض احمدیوں کو وارننگ کے خطوط بھی آتے ہیں کہ یا احمدیت چھوڑ دو یا مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تو اُس وقت ایک مومن کی مردانگی یہی ہے اور پاکستان کے احمدی اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ جان تو بیشک چلی جائے مگر دین اور خدا تعالیٰ کی رضا کو قربان نہیں کیا جا سکتا۔ پس یہ ایک مومن کا امتیاز ہے جو مختلف حالات میں، مختلف صورتوں میں قائم رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین میں شامل ہونے کے لئے مومن کو دعا بھی سکھائی ہے۔ لیکن شہادت کی وسعت کیا ہے؟ جیسا کہ مَیں نے کہا اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کا فلسفہ کیا ہے؟ اس کی گہرائی کیا ہے؟ اس کو سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے ہمیں زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے جنہوں نے ہمیں کھول کر اور واضح کر کے اس بارے میں سمجھایا ہے کہ یہ کیا چیز ہے؟ اس وقت مَیں یہ آیت جو پہلے بیان کر چکا ہوں، نبی، صدیق اور شہید اور صالحین ان سب کی خصوصیات کے بارے میں تو بیان نہیں کروں گا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ شہید کے بارے میں سوال ہوتا ہے اور اُسی کو آپ کی تفسیر اور وضاحت کی روشنی میں اس وقت بیان کروں گا۔ کیونکہ شہید کا ہی ذکر ہو رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعدد جگہ شہید کی حقیقت کے بارے میں، اس کے رتبہ اور مقام کے بارے میں لکھا ہے۔ مَیں چند اقتباسات پیش کروں گا جن سے واضح ہوتا ہے کہ شہید بننے کے لئے دعا کرنا کیوں ضروری ہے؟ اور کس قسم کا شہید بننے کے لئے دعا کی جانی چاہئے اور کیوں ایک حقیقی مومن کو اس کی خواہش ہونی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''عام لوگوں نے شہید کے معنی صرف یہی سمجھ رکھے ہیں کہ جو شخص لڑائی میں مارا گیا یا دریا میں ڈوب گیا یا وبا میں مر گیا وغیرہ۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ اسی پر اکتفاء کرنا اور اسی حد تک اس کو محدود رکھنا مومن کی شان سے بعید ہے۔ شہید اصل میں وہ شخص ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے استقامت اور سکینت کی قوت پاتا ہے اور کوئی زلزلہ اور حادثہ اس کو متغیر نہیں کر سکتا''۔ (اُس کو اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتا) ''وہ مصیبتوں اور مشکلات میں سینہ سپر رہتا ہے۔ یہانتک کہ اگر محض خدا تعالیٰ کے لئے اس کو جان بھی دینی پڑے تو فوق العادت استقلال اُس کو ملتا ہے'' (غیر معمولی استقلال اُس کو ملتا ہے) ''اور وہ بدُوں کسی قسم کا رنج یا حسرت محسوس کئے اپنا سر رکھ دیتا ہے'' (بغیر کسی غم، بغیر کسی حسرت کے وہ اپنا سر قربانی کے لئے پیش کر دیتا ہے) فرمایا: ''اور چاہتا ہے کہ بار بار مجھے زندگی ملے اور بار بار اس کو اللہ کی راہ میں دوں۔ ایک ایسی لذت اور سُرور اُس کی رُوح میں ہوتا ہے کہ ہر تلوار جو اُس کے بدن پر پڑتی ہے اور ہر ضرب جو اُس کو پیس ڈالے، اُس کو پہنچتی ہے۔ وہ اُس کو ایک نئی زندگی، نئی مسرت اور تازگی عطا کرتی ہے۔ یہ ہیں شہید کے معنی''۔ پھر یہ لفظ شہد سے بھی نکلا ہے۔ فرمایا ''پھر یہ لفظ شہد سے بھی نکلا ہے۔ عبادتِ شاقہ جو لوگ برداشت کرتے ہیں'' (یعنی عبادت کرنے میں ایک مشقت بھی اُٹھاتے ہیں) ''اور خدا کی راہ میں ہر ایک تلخی اور کدورت کو جھیلتے ہیں اور جھیلنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں، وہ شہد کی طرح ایک شیرینی اور حلاوت پاتے ہیں۔ اور جیسے شہد فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاس (النحل:70) کا مصداق ہے یہ لوگ بھی ایک تریاق ہوتے ہیں۔ اُن کی صحبت میں آنے والے بہت سے امراض سے نجات پا جاتے ہیں''۔ اگر صرف مرنے سے ہی شہادت ملتی ہے تو پھر انسان صحبت سے کس طرح فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پر چلنا، اللہ تعالیٰ کا قرب پانا جو حقیقی نیکیاں ہیں یہ بھی شہید کا ایک مقام ہے جس کی صحبت میں رہنے والے، فرمایا کہ مختلف مرضوں سے نجات پا جاتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں ''اور پھر شہید اس درجہ اور مقام کا نام بھی ہے جہاں انسان اپنے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے یا کم از کم خدا کو دیکھتا ہوا یقین کرتا ہے۔ اس کا نام احسان بھی ہے''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 276۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا کہ شہید کا مقام یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے یا خدا کو دیکھتا ہے اور یقین کرتا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد چہارم صفحہ 423۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یعنی جو کام بھی عموماً کر رہا ہو اُس میں اُسے یقین ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ میرے اس کام کو دیکھ رہا ہے اور جب یہ صورت ہو تو پھر توجہ ہمیشہ نیک کاموں کی طرف ہی رہتی ہے۔ پھر کوئی بد کام انسان نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے سے احسان کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ جب یہ حالت ہو تو احسان ہو جاتا ہے۔ احسان کیا چیز ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''خدا کا تمہیں یہ حکم ہے کہ تم اُس سے اور اُس کی خلقت سے عدل کا معاملہ کرو'' (احسان سے پہلے کی جو ایک حالت ہے وہ عدل ہے)۔ پھر فرمایا کہ ''یعنی حق اللہ اور حق العباد بجا لاؤ۔ اور اگر اس سے بڑھ کر ہو سکے تو نہ صرف عدل بلکہ احسان کرو یعنی فرائض سے زیادہ۔ اور ایسے اخلاص سے خدا کی بندگی کرو کہ گویا تم اس کو دیکھتے ہو''۔ ایک تو فرائض مقرر کئے گئے ہیں، وہ عبادتیں تو کرنی ہیں لیکن اُس سے بڑھ کر جو نوافل ہیں اُن کی ادائیگی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنا ہے، اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق جوڑنا ہے، یہ کرو گے تو یہ بندگی ہے، یہ احسان ہے۔ اور یہ پھر اُن رتبوں کی طرف لے جاتی ہے جو شہادت کے رتبے ہیں اور فرمایا کہ ''اور حقوق سے زیادہ لوگوں کے ساتھ مروّت کا سلوک کرو''۔ (شحنۂ حق روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 361-362)

صرف لوگوں کے حق دینا کام نہیں ہے بلکہ اس کے اعلیٰ درجے پانے کے لئے، اُن لوگوں میں شامل ہونے کے لئے جو شہید کا درجہ پاتے ہیں، لوگوں کا جو حق ہے وہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اُن سے پیار اور محبت، نرمی اور احسان کا سلوک کرو۔

پھر یہ ذکر فرماتے ہوئے کہ عدل کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق پیدا کرو کہ یہ یقین ہو کہ اُس کے علاوہ اور کوئی پرستش کے لائق نہیں، کوئی عبادت کے لائق نہیں، کوئی بھی محبت کے لائق نہیں، کوئی بھی توکّل کے لائق نہیں۔ اُس کے علاوہ کسی پر توکّل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ خالق بھی ہے۔ اس زندگی کو اور اس کی نعمتوں کو قائم رکھنے والا بھی ہے اور وہی ربّ بھی ہے جو پالتا ہے اور اپنی نعمتیں مہیا فرماتا ہے۔ فرمایا ایک مومن کے لئے اتنا کافی نہیں ہے کہ اس نے ان باتوں پر یقین کر لیا یا صرف یہ سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ ہی سب طاقتوں کا مالک ہے اور ربّ ہے بلکہ اس پر ترقی ہونی چاہئے، اس سے قدم آگے بڑھنے چاہئیں۔ اور وہ ترقی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ''عظمتوں کے ایسے قائل ہو جاؤ اور اُس کے آگے اپنی پرستشوں (یعنی عبادتوں) میں ایسے متأدب بن جاؤ''۔ (یہ حالت ہونی چاہئے کہ ایسا ادب اللہ تعالیٰ کے آگے ہو، ایسا اُس کے آگے جھکنے والے ہو، اس طرح دلی چاہت سے عبادت کرنے والے ہو جو دل سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ) ''اور اُس کی محبت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اُس کی عظمت اور جلال اور حسنِ لازوال کو دیکھ لیا ہے''۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 550-551)

پس جب انسان اللہ تعالیٰ کی لامحدود اور کبھی نہ ختم ہونے والے حسن کو دیکھتا ہے، اُس کی صفات پر یقین رکھتا ہے، اُس کی عبادت کی طرف توجہ رہتی ہے تو پھر اُس سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو ہی نہیں سکتی جو خدا تعالیٰ کی رضا کے خلاف ہو اور جب یہ صورت ہو تو پھر یہ شہید کا مقام ہے۔

آپ نے شہید کی یہاں یہ بھی وضاحت فرمائی کہ جب یہ تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم ہوتا ہے تو پھر استقامت کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ پھر انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور یہ سب کچھ کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ اُس راہ کی جو مشکلات ہیں اُن میں بھی سکون ملتا ہے، وہ بھی تسکین کا باعث بن جاتی ہیں۔ ہر مشکل کے آگے سینہ تان کر مومن کھڑا ہو جاتا ہے۔ کوئی خوف یا غم یا حسرت دل میں نہیں ہوتی کہ اگر میں نے یہ نہ کیا ہوتا، اگر میں نے فلاں مخالفِ احمدیت کی بات مان لی ہوتی، اُن کی دھمکیوں سے احمدیت چھوڑ دی ہوتی تو اِس وقت جن تکلیفوں سے مَیں گزر رہا ہوں ان سے بچ جاتا۔ یہ کبھی ایک مومن سوچ ہی نہیں سکتا اگر وہ حقیقی معنوں میں ایمان لاتا ہے۔ بلکہ ایمان کی مضبوطی، اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین ان تکلیفوں میں بھی اُسے آرام اور راحت اور خوشی پہنچا رہا ہوتا ہے۔ پس یہ ہے شہید کا مقام۔

پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ شہید کا مقام تب ملتا ہے جب انسان تکلیف برداشت کر کے خدا تعالیٰ کی عبادت کرے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 276 مطبوعہ ربوہ)

ہر دنیاوی آرام کو خدا تعالیٰ کی رضا اور اُس کی عبادت پر قربان کر دے۔ اور نہ صرف قربان کرے بلکہ اُس مقام تک پہنچ جائے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے اس عمل سے ایسا سکون ملے، اس عبادت میں اُسے ایسا مزا آ رہا ہو کہ جیسا کہ شہد کی مٹھاس سے مزا آتا ہے۔ ایک مومن کی نماز اور عبادتیں، نماز پڑھنے کی طرف توجہ یا عبادتوں کی طرف توجہ کسی مجبوری کے تحت نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ پر یقین کامل کی وجہ سے ہو۔ اس لئے ہو

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile*: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921

کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اور ہر وہ فعل جو خدا تعالیٰ کی خاطر کیا جا رہا ہو، خدا تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ رضا جو ہے یہ پھر شہادت کا مقام دلاتی ہے۔ اسی طرح ہر برائی جو انسان اس لئے چھوڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور مَیں نے اُس کی رضا حاصل کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو پختہ کرنا ہے، خدا تعالیٰ کی کیونکہ ہر اچھے اور برے فعل پر، ہر عمل پر نظر ہے اور میری یہ بری عادت یا بداعمال خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے موجب ہو سکتے ہیں۔ تو پھر یہ بات نہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے کو برائیوں سے روکے گی بلکہ نیکیوں کی طرف بھی متوجہ کرے گی۔ خدا تعالیٰ پر ایمان اور یقین میں پختگی پیدا ہو گی اور یہی ایک انسان کی زندگی کا مقصد ہے، ایک مومن کی زندگی کا مقصد ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ:

''عام لوگ تو شہید کے لئے اتنا ہی سمجھ بیٹھے ہیں کہ شہید وہ ہوتا ہے جو تیر یا بندوق سے مارا جاوے یا کسی اور اتفاقی موت سے مر جاوے''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 253۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یہاں ایک حدیث بھی بیان کر دیتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جن مرنے والوں کو شہداء کے زُمرہ میں شامل کیا گیا ہے، وہ پانچ ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شہید پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ وبا میں ہلاک ہونے والا، پیٹ کی بیماری سے ہلاک ہونے والا، ڈوب کر مرنے والا، کسی عمارت کی چھت وغیرہ کے نیچے دب کر ہلاک ہونے والا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے والا۔ (صحیح بخاری کتاب الاذان ،باب فضل التهجير الی الظهر 653)

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف یہی نہیں فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہادت کا یہی مقام نہیں ہے''۔ یعنی یہ تو ظاہری موت کی وجہ سے شہادت ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہادت کے اور بھی مقام ہیں جو ہر مومن کو تلاش کرنے چاہئیں۔ بلکہ آپ نے فرمایا کہ ''میرے نزدیک شہید کی حقیقت قطع نظر اس کے کہ اس کا جسم کاٹا جاوے کچھ اَور بھی ہے۔ اور وہ ایک کیفیت ہے جس کا تعلق دل سے ہے۔ یاد رکھو کہ صدیق نبی سے ایک قرب رکھتا ہے''۔ (شروع میں مَیں نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ دعا کرو کہ وہ لوگ جو عمل صالح کرنے والے ہیں، اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرنے والے ہیں، وہ نبی ہوتے ہیں یا صدیق یا شہید یا صالحین۔ تو فرمایا کہ ''یاد رکھو کہ صدیق نبی سے ایک قرب رکھتا ہے اور وہ اس سے دُوسرے درجے پر ہوتا ہے۔ اور شہید صدیق کا ہمسایہ ہوتا ہے۔ نبی میں تو سارے کمالات ہوتے ہیں، یعنی وہ صدیق بھی ہوتا ہے اور شہید بھی ہوتا ہے اور صالح بھی ہوتا ہے۔ لیکن صدیق اور شہید دو الگ الگ مقام ہیں۔ اس بحث کی بھی حاجت نہیں کہ آیا صدیق، شہید ہوتا ہے یا نہیں؟ وہ مقام کمال جہاں ہر ایک امر خارق عادت اور معجزہ سمجھا جاتا ہے، وہ ان دونوں مقاموں پر اپنے رُتبہ اور درجہ کے لحاظ سے جدا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اُسے ایسی قوت عطا کرتا ہے کہ جو عمدہ اعمال ہیں اور جو عمدہ اخلاق ہیں وہ کامل طور پر اور اپنے اصلی رنگ میں اس سے صادر ہوتے ہیں اور بلا تکلف صادر ہوتے ہیں۔ کوئی خوف اور رجاء اُن اعمالِ صالحہ کے صدُور کا باعث نہیں ہوتا''۔ (کسی وجہ سے نہیں ہو رہے ہوتے) ''بلکہ وہ اُس کی فطرت اور طبیعت کا جُزو ہو جاتے ہیں۔ تکلّف اُس کی طبیعت میں نہیں رہتا۔ جیسے ایک سائل کسی شخص کے پاس آوے''۔ (دنیاداری میں ہم دیکھتے ہیں۔ آپ نے مثال دی کہ کسی شخص کے پاس کوئی سوال کرنے والا آوے) ''تو خواہ اُس کے پاس کچھ ہو یا نہ ہو، تو اُسے دینا ہی پڑے گا''۔ (اگر وہ لوگوں کے سامنے کھڑا ہے، اگر یہ اظہار کر رہا ہے کہ میں بڑا پیسے والا ہوں یا نہیں بھی ہے تو پھر بھی شرم وشرمی کچھ نہ کچھ دینا پڑتا ہے۔ فرمایا کہ) ''اگر خدا کے خوف سے نہیں تو خلقت کے لحاظ سے ہی سہی''۔ (لوگ کیا کہیں گے کہ صاحبِ حیثیت بھی ہے، مگر جو مانگ رہا ہے اُس کو دے بھی نہیں رہا۔) ''مگر شہید میں اس قسم کا تکلّف نہیں ہوتا''۔ (شہید میں یہ تکلف نہیں ہے) ''اور یہ قوت اور طاقت اُس کی بڑھتی جاتی ہے۔ اور جوں جوں بڑھتی جاتی ہے اسی قدر اس کی تکلیف کم ہوتی جاتی ہے اور وہ بوجھ کا احساس نہیں کرتا''۔ (ہر قسم کی تکلیف خدا تعالیٰ کی خاطر برداشت کرنے کے لئے وہ تیار ہو جاتا ہے اور بلا تکلف تیار ہو جاتا ہے، کسی خوف یا کسی انعام کی وجہ سے تیار نہیں ہوتا۔) فرمایا کہ ''مثلاً ہاتھی کے سر پر ایک چیونٹی ہو تو وہ اس کا کیا احساس کرے گا''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 254-253۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک طرح ایک حقیقی مومن کے لئے ایک تکلیف ہوتی ہے، اُس مومن کے لئے جو شہادت کا درجہ پانے کی خواہش رکھتا ہے۔ پس یہاں مزید فرمایا کہ اصل شہادت دل کی کیفیت کا نام ہے اور دل کی کیفیت خدا تعالیٰ پر کامل یقین اور ایمان سے پیدا ہوتی ہے۔ یعنی یہ یقین جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ میرے ہر کام پر خدا تعالیٰ کی نظر ہے اور ہر کام مَیں نے خدا تعالیٰ کے لئے کرنا ہے۔ پھر ایسے مومن سے، ایسے شخص سے اعلیٰ اخلاق اور اچھے اعمال اصل رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یعنی ان کے کرنے کی وجہ دنیا دکھاوا نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا یہ حصول بھی صرف کوشش سے نہیں ہوتا بلکہ ایک حقیقی مومن کی فطرت اور طبیعت کا حصہ بن جاتا ہے۔ جب وہ مسلسل اس بارے میں کوشش کرتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے علاوہ کسی بات کا اُسے خیال ہی نہیں رہتا۔ مثلاً اگر جماعت کی خدمت کا موقع مل رہا ہے اور اس کو احسن طریق پر کوئی بجا لا رہا ہے، کام کر رہا ہے تو اس لئے نہیں کہ میری تعریف ہو بلکہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ اس لئے کہ یہ خدمت ایسی گھٹی میں پڑ گئی ہے کہ اس کے بغیر چین اور سکون نہیں ہے۔ بعض لوگ جب اُن سے خدمت نہیں لی جاتی تو بے چینی کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے اس کی ایک مثال دی ہے کہ جیسے کوئی فقیر یا مانگنے والا اگر کسی کے پاس جائے تو اکثر اُس فقیر کو کوئی دنیادار جس کے پاس وہ جاتا ہے، کچھ نہ کچھ دے دیتا ہے۔ لیکن اُس میں عموماً دکھاوا ہوتا ہے، لیکن شہید کا یہ مقام نہیں۔ شہید یہ نیکی اس لئے کر رہا ہوتا ہے کہ اُس کی نیک فطرت اُسے نیکی پر مجبور کرتی ہے اور فطرتی نیکی کی یہ طاقت وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ کسی نیکی کے کرنے، کسی خدمت کے کرنے پر کبھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ مَیں نے کوئی بڑا کام کیا ہے، مجھے ضرور اُس کا بدلہ یا خوشنودی کا اظہار دنیا والوں سے ملنا چاہئے۔ کیونکہ جماعت کی خدمت کی ہے تو ضرور مجھے عہدیداران اُس کا بدلہ دیں۔ نہیں۔ بلکہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر کام ہونا چاہئے۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' میں فرماتے ہیں کہ:

''مرتبۂ شہادت سے وہ مرتبہ مُراد ہے جبکہ انسان اپنی قُوّتِ ایمان سے اِس قدر اپنے خدا اور روزِ جزا پر یقین کرلیتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھنے لگتا ہے۔ تب اس یقین کی برکت سے اعمال صالحہ کی مرارت اور تلخی دور ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہر ایک قضاء وقدر بباعث موافقت کے شہد کی طرح دِل میں نازل ہوتی اور تمام صحنِ سینہ کو حلاوت سے بھر دیتی ہے۔ اور ہر ایک اِیلام انعام کے رنگ میں دِکھائی دیتا ہے۔ سو شہید اُس شخص کو کہا جاتا ہے جو قُوّتِ ایمانی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہو اور اُس کے تلخ قضاء وقدر سے شہد شیرین کی طرح لذّت اُٹھاتا ہے۔ اور اِسی معنے کے رُو سے شہید کہلاتا ہے۔ اور یہ مرتبہ کامل مومن کے لئے بطور نشان کے ہے''۔ (تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 421-420)

روزِ جزا پر ایمان تو ہر مومن کو ہے لیکن اس پر یقین کیا ہے؟ اس پر یقین خدا تعالیٰ سے اس دنیا میں تعلق پیدا کرنے سے ہے۔ دنیادار بھی اپنے محبوب کی خاطر کئی سختیاں برداشت کر لیتے ہیں تو خدا تعالیٰ جو سب محبوبوں سے زیادہ محبوب ہونا چاہئے، اُس کی خاطر کتنی سختیاں برداشت کرنے کی ضرورت ہے؟ جبکہ دنیا کی محبتیں تو یا وقت کے ساتھ ساتھ ماند پڑ جاتی ہیں یا پھر اس دنیا میں ختم ہو جاتی ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی محبت کے پھل تو اس دنیا سے گزرنے کے بعد اگلی زندگی میں اَور بھی بڑھ کر لگتے ہیں۔ نیک اعمال کی جزا خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں لے جاتی ہے۔ بعض اعمال جو انسان اس دنیا میں کرتا ہے، بیشک بعض اوقات سخت اور کڑے ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک دنیادار تو جھوٹ بول کر اپنی دنیاوی بہتری کے سامان کر لیتا ہے لیکن ایک حقیقی مومن جھوٹ کو شرک کے برابر سمجھ کر کبھی جھوٹ بول کر فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ سچائی بعض اوقات اس دنیا میں نقصان کا باعث بھی بن رہی ہوتی ہے یا اُسے بنا رہی ہوتی ہے۔ مثلاً احمدیت ایک سچائی ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود کو ہم ماننے والے ہیں لیکن یہی سچائی احمدیوں کو بہت سے ممالک میں اور سب سے بڑھ کر پاکستان میں مشکلات میں گرفتار کئے ہوئے ہے۔ اس کے اظہار پر احمدیوں کو سزائیں دی جاتی ہیں لیکن پھر بھی ایمان پر قائم ہیں۔

یہاں ضمناً یہ بھی بتا دوں کہ احمدی حالات کی وجہ سے پاکستان سے ہجرت کر کے یہاں اسائلم کے لئے آتے ہیں تو سچائی کے اظہار کی وجہ سے اُنہیں اپنے ملکوں سے یہ ہجرت کرنی پڑ رہی ہے۔ لیکن یہاں آ کر اگر جھوٹ اور غلط بیانی کو وہ اپنے اسائلم کا ذریعہ بنا لیں گے تو سارے کئے دھرے پر پانی پھیر دیں گے۔ ان ملکوں میں سچائی کی ابھی بھی بہت قدر ہے۔ بعضوں کے کیس تو بڑے جینوئن (Genuine) ہوتے ہیں، بعضوں کے مقدمات ہیں، ماریں پڑی ہوئی ہیں، مخالفتیں، دشمنیاں ہیں۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں جن کو کچھ نہیں ہے لیکن سچ بول کر اگر وہ یہی بتا دیں کہ ایک مسلسل ٹارچر اور لاقانونیت اور احمدیوں کے خلاف جو قانون ہے اُس نے ہماری زندگی کی آزادی چھین لی ہے اور اب ایسے حالات ہیں کہ ہم اس کو مزید برداشت نہیں کر سکتے۔ بیشک پاکستان میں ابھی لاکھوں کی تعداد میں احمدی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ رہیں گے لیکن ہر ایک کا برداشت کا معیار مختلف ہوتا ہے۔ ہم میں اب برداشت نہیں رہی اس لئے ہم یہاں ہجرت کر آئے ہیں۔ تو اس بات کو یہ لوگ سمجھتے ہیں اور ہمدردی کے جذبے کے تحت اسائلم یا لمبا ویزا دے دیتے ہیں۔ لیکن اگر جھوٹ بولیں تو پھر ایک جھوٹ کے لئے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ یوں بعضوں کے کیس تو

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خراب ہوتے ہی ہیں یا اگر بالفرض بعض کیس پاس بھی ہو جائیں تو یہ بات تو یقینی ہے کہ ایسا شخص پھر اپنے خدا کو ناراض کرنے والا بن جاتا ہے۔

پس اپنے خدا کی رضا کو ہمیشہ ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ مَیں نے جن کو بھی سچائی بیان کرنے کا کہا ہے، سچائی کی بنیاد پر اپنا کیس کرنے کا کہا ہے اور انہوں نے سچائی سے کام بھی لیا ہے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے حضور جھکے بھی ہیں تو اُن کے کیس مَیں نے دیکھا ہے چند دنوں میں پاس ہو گئے ہیں۔

ایک حدیث کے مطابق تو سچائی پر قائم رہتے ہوئے دنیا کی خاطر ہجرت کرنے والے بھی شہید بلکہ صدیق ہیں۔

ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے دین میں فتنے کے ڈر سے بچاؤ کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں صدیق ہے، اگر وہ اسی حالت میں فوت ہو جاتا ہے تو وہ شہید ہے۔ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ’’اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں، اپنے رب کے ہاں صدیق اور شہید ہیں۔‘‘ پھر آپؐ نے فرمایا کہ جو لوگ اپنے دین کے بچاؤ کی خاطر ایک ملک سے دوسرے ملک میں جاتے ہیں وہ قیامت کے روز عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ایک ہی درجے کی جنت میں ہوں گے۔ (الدر المنثور فی التفسیر بالماثور تفسیر سورۃ الحدید آیت:19 جلد 8صفحہ59 دار احیاء التراث العربی بیروت ایڈیشن 2001)

پس آپ لوگ جو یہاں آئے ہیں جب دین کی خاطر ہجرت کر کے آئے ہیں تو پھر ہمیشہ سچائی کو قائم کریں اور اپنے ایمان کو مضبوط کریں اور روزِ جزا پر ایمان اور یقین رکھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ جزا سزا یقینی امر ہے۔ (ماخوذ از براہین احمدیہ جلد اول صفحہ 460 حاشیہ نمبر 11)۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ آپ نے اس کی مزید وضاحت فرمائی ہے۔ پس جب یقینی امر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق زندگی گزار کر بہتر جزا کیوں نہ حاصل کی جائے؟ کیوں دنیاوی خواہشات کے لئے انسان اللہ تعالیٰ کی سزا کا مورد بنے۔ بہر حال یہ ایک اور مضمون ہے۔ لیکن خلاصہ یہ کہ روزِ جزا کو سامنے رکھنے والا اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور ایمان رکھنے والا بھی ہے اور شہید بھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ: ’’شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوّت ایمانی اور قوّت اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے‘‘۔ (تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 516)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ’’جس قدر ایمان قوی ہوتا ہے، اُسی قدر اعمال میں بھی قوت آتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر یہ قوتِ ایمانی پورے طور پر نشوونما پا جاوے تو پھر ایسا مومن شہید کے مقام پر ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی امر اُس کے سدّ راہ نہیں ہو سکتا۔ (کوئی روک نہیں بن رہا ہوتا)۔‘‘ وہ اپنی عزیز جان تک دینے میں بھی تأمل اور دریغ نہ کرے گا‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 226۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس شہید کا رُتبہ پانا صرف جان دینا ہی نہیں ہے بلکہ ایمان کے اعلیٰ معیار کا حصول اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ اپنے ہر عمل اور فعل کے کرتے وقت یہ یقین رکھنا ہے کہ خدا تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہے۔

مختصراً یہ بھی بتا دوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے ایمان کے کیا معیار رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (البقرۃ:4) کہ غیب پر ایمان لاؤ۔ فرمایا کہ نمازوں کو قائم کرو۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ تمام گزشتہ انبیاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان رکھو۔ اس زمانے کے امام اور مسیح موعود پر بھی ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ (البقرۃ:5)۔ اور مومن آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یعنی بعد میں آنے والی موعود باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور آخری زمانے کی سب سے بڑی موعود بات تو مسیح موعود کا آنا ہی ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ آیت کے اس حصہ میں وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ (البقرۃ:5) میں میرے پر ایمان لانے کو اللہ تعالیٰ نے لازمی قرار دیا ہے۔ (ماخوذ از ریویو آف ریلیجنز ماہ مارچ و اپریل 1915 صفحہ 164 جلد 14 نمبر 3 و 4)

پھر ایمان کی مضبوطی کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کو مضبوط کرو۔ ایک حقیقی مومن کی نشانی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت رکھتا ہے۔ یہ بات بھی ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنی چاہئے۔ ہر محبت سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی محبت ہو۔ اگر یہ محبت نہیں تو ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ پر ایمان، اُس کے فرشتوں پر ایمان، اُس کی کتابوں پر ایمان، اُس کے رسولوں پر ایمان، پہلے بھی ذکر آ چکا ہے کہ یہ سب باتیں ایمان کے لئے ضروری ہیں۔ اور پھر ان کے معیار بھی بڑھتے چلے جانے چاہئیں۔

پھر ایمان کا معیار اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جب ایمان لانے والوں کے سامنے خدا تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے تو اُن کے دل اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت سے ڈر جاتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ مومن وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ اب جہاد بھی کئی قسم کے ہیں۔ ایک تو جہاد تلوار کا جہاد ہے وہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے سے بند ہو گیا۔ اب نہ کوئی مذہبی جنگیں ہیں نہ اُس قسم کا جہاد ہے۔ اور وہ جہاد جو ایک احمدی کا فرض ہے اور ایمان کی مضبوطی کے لئے اور شہادت کا رُتبہ پانے کے لئے ہر جگہ اور ہر ملک میں کرنا چاہئے وہ جہاد ہے تبلیغ کا جہاد۔ پس جہاں اپنے نفسوں کے اصلاح کا جہاد کرنا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا جہاد کرنا بھی ہر احمدی کا فرض ہے اور یہ جہاد ہر ملک میں اور ہر جگہ رہ کر کیا جا سکتا ہے اور یہاں آنے والے ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ اس جہاد میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔

اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہجرت کرنا یہ بھی ایمان کا حصہ ہے۔

پھر ایمان کی یہ نشانی ہے کہ جب اُن ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی طرف بلایا جائے تو وہ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہتے ہیں۔ یہ باتیں سن کر ایک کان سے سنیں اور دوسرے سے نکال نہیں دیں، بلکہ سنا اور اُس کی اطاعت کی اور یہی ایک حقیقی مومن کا طُرّہ ٔامتیاز ہونا چاہئے۔

بہت ساری باتیں ہیں، نصیحتیں کی جاتی ہیں، خطبات جو آپ سنتے ہیں، صرف اس لئے نہیں ہوتے کہ آپ نے سن لئے اور بس، بلکہ اُس پر عمل کرنا، سنا اور اطاعت کی، ایسا عمل جو اطاعت کا نمونہ دکھانے والا ہو۔ پس جب یہ کوششیں ہوں گی تو حقیقی مومن بنیں گے اور پھر اُن رتبوں کی طرف بڑھیں گے جو شہادت کا رُتبہ دلاتے ہیں۔ اُن منزلوں کی طرف بڑھیں گے جو شہادت کا رُتبہ دلاتی ہیں۔ مومن کا یہ کام نہیں ہے کہ بحث کرنا شروع کر دے کہ یہ حکم فلاں ہے اور اس حکم کی فلاں تشریح ہے، interpretation ہے۔ یا حجتیں کرنی شروع ہو جائے۔ یہ مومن کا کام نہیں۔

پھر یہ بھی حقیقی مومن کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سنتے ہیں تو فرمایا کہ اُن کے دل کانپ جاتے ہیں۔ اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کے آگے اُن سب احکامات پر عمل کرنے کی طاقت مانگتے ہوئے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بڑھتے چلے جانے والا بھی ایک حقیقی مومن ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول ﷺ من الایمان حدیث:15)

پس یہ خصوصیات ہیں جو اس زمانہ میں مومن کی ہونی چاہئیں۔ بلکہ اس زمانے میں جیسا کہ شرائط بیعت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں آپ کے کام کو جاری رکھنے کے لئے آپ کے عاشقِ صادق مسیح موعود جن کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں مبعوث فرمایا ہے، اُن کے ساتھ بھی تعلق سب دنیاوی تعلقوں سے زیادہ ہونا چاہئے۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 564)

پس یہ خصوصیات ہیں جو جیسا کہ مَیں نے کہا ایک مومن کی ہونی چاہئیں اور یہ خصوصیات ہوں تو چاہے وہ انسان طبعی موت مر رہا ہو شہادت کا رتبہ پاتا ہے۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ یہ رُتبہ پانے کے لئے خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین پیدا کریں۔ روزِ جزا پر کامل یقین پیدا کریں۔ اپنے ہر عمل میں اس بات پر یقین رکھیں۔ ہر عمل کرتے ہوئے اس بات پر یقین رکھیں کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر سختی کو جھیلنے کے لئے اُس سے مدد مانگیں۔ ایسی قوتِ ایمانی خدا تعالیٰ سے مانگیں جو بطور نشان کے ہو جائے۔ ایمان کو اتنا مضبوط کریں کہ کوئی دنیاوی لالچ، کوئی خواہش ہمارے ایمان میں لغزش پیدا نہ کر سکے۔ نیک اعمال بجالانے کے لئے ہر قسم کے خوف سے دل و دماغ کو صاف رکھیں۔ بلا تکلف ہر نیکی کو بجالانے والے ہوں۔ ہر نیکی ہماری فطرت کا حصہ بن جائے۔ ہم استقامت اور سکینت کی قوت پانے کے لئے خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے والے ہوں۔ عبادت کے ایسے معیار تلاش کرنے کی کوشش کریں جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والے ہوں۔ پس یہ وہ معیار ہیں جن کو حاصل کرنے کی ایک مومن کو کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ کیا کوئی حقیقی مومن ہے جو اس کے بعد یہ سوال اُٹھائے کہ ہم شہادت کی دعا کیوں کریں؟ یہ وہ حقیقی شہادت ہے جس کے لئے ایک مؤمن کو دعا کرنا ضروری ہے تا کہ وہ حقیقی مومن بن سکے۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے مَیں نے مختصراً جو باتیں کی ہیں یہ یقیناً ایسی ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کو ان کو حاصل کرنے، ان کو اپنانے اور زندگیوں پر لاگو کرنے کی خواہشیں کرنی چاہئیں بلکہ لاگو کرنی چاہئیں۔ اور جب یہ معیار ہم حاصل کر لیں گے تو قطع نظر اس کے کہ دشمن کے حملوں اور گولیوں سے ہم جان قربان کرنے والے ہیں، دنیا کے کسی بھی پُر امن ملک میں رہتے ہوئے بھی ہم شہادت کا مقام پا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ گزشتہ جمعہ کو جوہیمبرگ میں پڑھا تھا مَیں نے اعلان کیا تھا کہ اُس دن ایک شہادت کی اطلاع آئی تھی، چونکہ کوائف نہیں تھے اس لئے جنازہ نہیں پڑھایا گیا تھا۔ آج انشاء اللہ تعالیٰ جمعہ کے بعد ان شہید کا میں جنازہ پڑھاؤں گا جن کا نام مکرم مقصود احمد صاحب ابن مکرم نواب خان صاحب ہے۔ 7/دسمبر 2012ء کو کوئٹہ میں ان کی شہادت ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم نواب خان صاحب کی پڑدادی محترمہ بھاگ بھری صاحبہ المعروف محترمہ بھاگ بھری صاحبہ کے ذریعہ ہوا تھا۔ یہ خاتون قادیان کے قریب ننگل کی رہنے والی تھیں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ قیامِ پاکستان کے بعد یہ خاندان ہجرت کر کے ساہیوال چلا گیا۔ پھر 1965ء میں کوئٹہ چلا گیا۔ مقصود صاحب کی پیدائش کوئٹہ میں ہوئی تھی۔ ان کی عمر 31 سال تھی۔ تعلیم ان کی مڈل تھی۔ اپنے والد صاحب کے ساتھ ٹھیکیداری کا کام کرتے تھے۔ اسی سال نومبر میں ان کے بھائی مکرم منظور احمد صاحب کو بھی شہید کر دیا گیا تھا۔ اُن کی شہادت سے پہلے مقصود صاحب صرف بلڈنگ کنسٹرکشن کی ٹھیکیداری کا کام کرتے تھے اور کچھ وقت اپنے بھائی کے ساتھ اُن کی ہارڈ ویئر کی دکان تھی اُس میں لگاتے تھے۔ بھائی کی شہادت کے بعد پھر انہوں نے مکمل طور پر دوکان کا کام شروع کر دیا۔ واقعہ اُن کی شہادت کا اس طرح ہوا کہ 7/دسمبر صبح نو بجے مقصود صاحب اپنے ملازم کے ہمراہ اپنی ہارڈ ویئر کی دوکان واقع سیٹلائٹ ٹاؤن پہنچے اور ملازم کو دکان پر بٹھا کر اپنے دو بچوں کو سکول میں جو سیٹلائٹ ٹاؤن میں تھا، چھوڑنے گئے۔ بچوں کو سکول چھوڑ کر واپس نکلے ہی تھے کہ موٹر سائیکل پر سوار دو نامعلوم افراد آئے اور ان پر فائرنگ کر دی۔ فائرنگ کے نتیجہ میں شہید مرحوم کو پانچ گولیاں لگیں جن میں سے چار گولیاں سر میں اور ایک گولی کندھے پر لگی۔ اُنہیں فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا مگر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے راستہ میں ہی جامِ شہادت نوش فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا گزشتہ ماہ ان کے بڑے بھائی کو شہید کیا گیا تھا۔ 2009ء میں ان کو اغواء بھی کیا گیا تھا اور بارہ دن کے بعد بڑا بھاری تاوان لے کر ان کی بازیابی ہوئی تھی۔ مرحوم خدمتِ خلق کا بیحد شوق رکھتے تھے۔ جب بھی میڈیکل کیمپ لگائے جاتے شہید مرحوم نہ صرف اس میڈیکل کیمپ کے لئے اپنی گاڑی مہیا کرتے بلکہ خود ڈرائیو کر کے ساتھ جاتے۔ اسی طرح دعوتِ الی اللہ کے پروگراموں میں ساتھ جاتے اور اپنی گاڑی بھی پیش کرتے۔ کوئٹہ میں آنے والے مربیان کا بہت زیادہ خیال رکھتے، اُن کی خدمت کر کے خوشی محسوس کرتے۔ سیکیورٹی کی ڈیوٹی بڑے شوق سے دیا کرتے تھے۔ جمعہ کی ڈیوٹی خاص طور پر دیا کرتے۔ صدر صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ نے بتلایا ہے کہ شہید مرحوم نہایت مہمان نواز، کم گو، خوش اخلاق، حلیم الطبع اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ کبھی کسی سے ناراض نہ ہوتے اور نہ ہی کسی کو ناراض ہونے کا موقع دیتے۔ بعض اوقات مخالفین بھی اگر سخت لہجے میں بات کرتے تو اُن کی بات کو ہنس کر ٹال دیتے لیکن یہ نہیں تھا کہ محسوس نہیں کرتے تھے۔ گھر آ کر اُن کی باتیں بتاتے ہوئے رو بھی پڑا کرتے تھے کہ فلاں فلاں مخالفین نے مجھے آج اس طرح کہا ہے۔ صدر صاحب کہتے ہیں شہادت سے تین دن قبل مجھے فون کیا اور کہا کہ اب تک میرا چندہ کیوں نہیں لیا۔ اُسی روز اپنا چندہ مکمل طور پر ادا کیا۔ بیوی بچوں سے انتہائی پیار کا تعلق تھا۔ بیوی بچوں سے کبھی اونچی آواز میں بات نہیں کی۔ اپنے والدین کے علاوہ اپنی اہلیہ کے والدین کی بھی نہایت عزت کیا کرتے تھے۔ ہر طرح سے خیال رکھنے والے تھے۔ ان کے والد نواب خان صاحب کے علاوہ اہلیہ محترمہ ساجدہ مقصود صاحبہ اور ایک بیٹا مسرور ہے جس کی عمر نو سال ہے۔ بیٹی مریم مقصود کی عمر سات سال ہے۔ ان کی دو بہنیں ہیں اور ان کی اپنی والدہ تو وفات پا گئی تھیں۔ ان کی دوسری والدہ تھیں، والد نے دوسری شادی کر لی تھی۔

معلم سیٹلائٹ ٹاؤن ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بڑے سادہ مزاج تھے۔ مہمان نوازی ان کے گھر کا ایک عظیم خلق ہے۔ مربیان اور معلمین کی دل سے قدر کرتے تھے، بہت عزت سے پیش آتے تھے۔ ان کے گھر میں نماز سینٹر تھا۔ اس کو ہمیشہ فعال رکھنے کی کوشش کرتے۔ ان کے گھر میں نمازیں تو ہوتی تھیں پھر باقاعدہ وقفِ نو اور اطفال کی کلاسیں بھی ہوتی تھیں۔ بچوں کی تربیت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ اور بلکہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اب کوئٹہ کے حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ یہاں سے ہجرت کی جائے اور معلم صاحب سے مشورہ کر رہے تھے اور مجھے انہوں نے خط لکھنا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر یہ تھی کہ اس سے پہلے ہی ان کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کا درجہ عطا فرما دیا۔ ان کے والد کے یہ دو ہی بیٹے تھے اور دونوں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو گئے۔ ان کے والد صاحب نے آسمان کی طرف منہ کر کے صرف اتنا کہا کہ اے خدا! دونوں کو لے گیا، اب ان ظالموں سے خود بدلہ لے لے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ یہ شہادت تو ان کے مقدر میں لکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کا حافظ و ناصر ہو اور اپنی پناہ میں لے لے۔ بیوی بچوں کو بھی اور والدین کو بھی صبر، ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔ دشمنوں کو بھی اب کیفرِ کردار تک پہنچائے۔

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

"وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ(الجمعۃ:4)۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اُس کی صحبت سے مشرف ہوں اور اُس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔ اس لیے اس کے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے۔ اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں، وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 502)

پس اشاعتِ دین کی تکمیل کا کام نئے زمانے کی ایجادات کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں شروع ہوا اور آپؑ کے صحابہ نے بھی اس میں بھرپور رنگ میں حصہ لیا۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب جو قرآنِ کریم کے علم و معرفت کے خزانے سے بھری پڑی ہیں۔ قرآنِ کریم کی آیات کی تفسیر کے نئے نئے راستے دکھاتی ہیں۔ قرآنِ کریم کے اُن خزانوں کی نشاندہی کرتی ہیں جو اس زمانے میں ظاہر ہونے تھے اور ہو رہے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو جو آپؐ پر کامل ہوا، آپؐ کے غلامِ صادق کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا تک پہنچانے کا انتظام فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اور آپ کے صحابہ کی صورت میں وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ(الجمعۃ:4) کا وعدہ پورا فرمایا۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اُس وعدے کے پورا ہونے کے گواہ بن کر مسیح محمدی کی جماعت میں شامل ہو گئے اور ایک لڑی میں پروئے گئے جبکہ دوسرے مسلمان اُس انکار کی وجہ سے آپس میں پھٹے ہوئے ہیں، اور اُن کے ہر کام میں بے برکتی ہے۔

باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں سے تمکنت اور رعب کا وعدہ فرماتا ہے، یہ مسلمان کمزوری اور محتاجی کا شکار ہیں۔ چاہے وہ اسلامی ملکوں کے لیڈر ہوں یا اسلامی ملکوں کی حکومتیں ہوں، آپس کے معاملات کو طے کرنے کے لئے غیروں کی جھولی میں جا کر گرتے ہیں۔ ایک ہی ملک میں رہنے والے مسلمان لیڈر غیروں کو آوازیں دیتے ہیں کہ آؤ اور ہماری مدد کرو۔ اسلامی حکومتیں ہیں تو وہ غیر مسلم حکومتوں کی مرضی پر اپنے معاملات طے کرتی اور چلاتی ہیں۔ مسلمانوں کی ملکی دولت تو غیر مسلموں کے ہاتھ میں چلی گئی ہے۔ اگر لیڈروں اور ملکی سربراہوں کو کوئی دلچسپی ہے تو صرف اتنی کہ ہماری جائیدادیں بن جائیں، ہمارے بینک بیلنس بن جائیں، ہم امیر ہو جائیں۔ ذاتی مفادات کو قومی مفادات پر ترجیح دی جاتی ہے۔ اسلامی ملکوں کے اندرونی فسادات کو روکنے کے لئے غیر اسلامی ملکوں کی فوجوں سے مدد لی جاتی ہے۔ یہ سب اُس نافرمانی کا نتیجہ ہے جو خدا تعالیٰ کے کلام کو نہ مان کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتے ہوئے، اس زمانے کے امام کا انکار کرتے ہوئے کی گئی ہے۔ بجائے اس کے کہ آج مسلمان ممالک اپنی دولت کا صحیح استعمال کرتے اور مسیح موعود کے ماننے والوں میں شامل ہو کر تکمیلِ دین کے لئے آخری مقصد یعنی اشاعتِ دین کا کام سرانجام دیتے، اس دولت کو مسیح محمدی کے قدموں میں رکھ کر غیر مسلم دنیا میں اشاعتِ اسلام کے اہم فریضہ میں ہاتھ بٹاتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق کی مخالفت کر کے نہ دین کے رہے اور نہ دنیا کے۔ اور جب تک یہ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کریں گے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ پورا ہو چکا ہے اور آنے والا مسیح آ چکا ہے اور اُس کی مخالفت کے بجائے اُس کی مدد کرنا ہمارا فرض اوّلین بنتا ہے، اُس وقت تک وہ اسی موجودہ حالت سے دوچار ہوتے رہیں گے اور ذلت کا سامنا کرتے رہیں گے۔

پس مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر ایک احمدی کا ایمان اور زیادہ بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور شکرگزاری کے جذبات اور زیادہ اُبھرتے ہیں کہ اُس نے ہمیں اس نعمت سے نوازا ہے۔ پھر یہی نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کے طور پر مبعوث ہوئے اور قرآنی علم و عرفان کے خزانے شائع کر کے اسلام کی اشاعت کے سامان پیدا فرما دیئے اور مخالفینِ اسلام پر اتمامِ حجت کر دی اور دلائل سے اُن کے منہ بند کر دیئے اور اپنی زندگی میں قربانیاں کرنیوالوں کی ایسی جماعت قائم کر دی جنہوں نے صحابہ کا رنگ اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور انہوں نے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ(المائدہ :120) کا درجہ پایا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخرین میں جو میرا بروز کھڑا ہوگا وہ صرف اپنی زندگی تک ہی اشاعتِ اسلام کا کام نہیں کرے گا بلکہ اُس کے بعد خلافت کا سلسلہ بھی شروع ہوگا جو دائمی ہوگا۔ اور پھر مسیح محمدی نے بھی یہ اعلان فرما دیا کہ میرے سلسلہ کی سچائی کی ایک بہت بڑی دلیل یہ ہوگی کہ میرے بعد نظامِ خلافت چلے گا جو اشاعتِ اسلام کے کام کو آگے بڑھائے گا، جو میرے مشن کی تکمیل کرے گا اور جب تک اُن باتوں کی تکمیل نہ ہو جائے، جب تک وہ مشن مکمل نہ ہو جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کا ہے۔ جب تک تمام دنیا پر اتمامِ حجت نہ ہو جائے، قیامت نہیں آئے گی۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے، پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر

ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہوکر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھادے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے''۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 306-305)

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہی حقیقت میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کیونکہ اس طرح وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة: 4) کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ مسیح موعود کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ یعنی وہ خلافت قائم ہوگی جو نبوت کے کام کو آگے بڑھائے گی اور اُس کے طریق پر چلنے والی ہوگی۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ وہ قدرت آسمان سے نازل ہوگی، یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو بھی خلیفہ بنائے گا اُس کے ساتھ آسمانی تائیدات اور قدرت کے نظارے بھی ہمیشہ دکھائے گا۔ اور خلافتِ احمدیہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ اشاعتِ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کرتی چلی جائے گی اور اس کام کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ اُس کے ہاتھ بن جائے گا، اُس کے بازو بن جائے گا اور ہر فیصلہ جو خلیفۂ وقت خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اسلام کی اشاعت کے لئے کرے گا وہ خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہوگا۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر نہ ہی خدا تعالیٰ کی قدرت ہے اور نہ ہی آسمان سے نازل ہونے والی ہے۔

اور اس بات نے اس معاملہ کو بھی حل کر دیا کہ بندوں کے انتخاب کو خدا تعالیٰ کا انتخاب کس طرح سمجھا جائے۔ اگر بندوں کے انتخاب کو خدا تعالیٰ کی تائید حاصل نہ ہو تو بیشک یہ بات سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔ لیکن اگر اس انتخاب کو آسمانی تائیدات مضبوط کر رہی ہوں تو یہ بندوں کا انتخاب نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا بندوں کو ذریعہ بنا کر اپنی قدرت کا نازل کرنا ہے۔ آج ہر شہر اور ہر ملک میں ہر لمحہ اور ہر دن جماعت کی ترقی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی آخَرِيْن میں مبعوث ہونے والے وہی نبی ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کرنی تھی اور آپؑ کے بعد خلافتِ احمدیہ بھی یقیناً اُسی سچے وعدوں والے خدا کی تائید یافتہ ہے جس کے ذریعہ سے یہ کام آگے بڑھنا تھا۔

پس آج ہر احمدی کا بھی کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت سے حصہ لینے کے لئے، اپنے آپ کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا وارث بنانے کے لئے خلافت احمدیہ کا ہاتھ بٹاتے ہوئے اشاعتِ اسلام کے کام میں حصہ لیں تا کہ ہمیشہ اُن لوگوں میں شامل رہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (النور: 56) اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنادے گا جس طرح اُس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے وہ اُسے مضبوطی سے اُن کے لئے قائم کر دے گا۔ اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کو امن کی حالت میں تبدیل کر دے گا۔

پس ایمان میں مضبوطی والوں کے ساتھ، اور اعمالِ صالحہ بجالانے والوں کے ساتھ وعدہ ہے کہ وہ خلافت کے انعام سے فیض پاتے رہیں گے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اُس دین کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ نے کونسا دین پسند کیا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ: 4)۔ تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

''مَیں تمہارا دین اسلام ٹھہرا کر خوش ہوا۔ یعنی دین کا انتہائی مرتبہ وہ امر ہے جو اسلام کے مفہوم میں پایا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ محض خدا کے لئے ہو جانا اور اپنی نجات اپنے وجود کی قربانی سے چاہنا، نہ اَور طریق سے اور اس نیت اور اس ارادہ کو عملی طور پر دکھلا دینا''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد10 صفحہ 368)

پس یہ وہ مقام ہے جو ایک احمدی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس بات کو سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی حقیقت کامل فرمانبرداری ہے اور اپنے وجود کی قربانی ہے۔ اور یہی کامل فرمانبرداری اور قربانی ہے جو بہترین اعمال کی انتہا ہے۔ اور یہ فرمانبرداری اور کامل اطاعت دکھانے والے اور قربانی کے لئے تیار رہنے والے بھی وہی لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کے پیغام کی نشر و اشاعت میں خلافت کا ہاتھ بٹانے والے ہیں اور اس کام کے لئے اپنا مال، جان اور وقت قربان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ اِنَّنِی مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (حٰم سجدة: 34) یعنی اور اُس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور نیک اور صالح عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہ حکم پھر اسی طرف توجہ پھیرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کو اپنے عمل بھی اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنے چاہئیں جس کی طرف وہ دوسرے کو بلا رہا ہے۔ جس پیغام کی اشاعت میں مدد و معاون بن رہا ہے۔ اور وہ اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک مکمل طور پر اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کا جُوا اپنی گردن پر نہ ڈالے۔ اور جب یہ صورتحال پیدا ہوگی، جب ہر احمدی کی یہ کیفیت ہوگی تو وہ جہاں خلافت کے انعام سے فیض پانے والا ہوگا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے والوں سے وابستہ انعامات کا وارث بنے گا وہاں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اُمت میں بھی شامل ہوگا، صرف دعویٰ ہی نہیں ہوگا جیسا کہ آجکل کے مسلمان کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے ساتھ دنیا میں امن و سلامتی کا پیغام پہنچانے والا بھی ہوگا۔ اس خوبصورت پیغام کی وجہ سے، اس خوبصورت تعلیم کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتاری، مخالفین کو اس ذریعہ سے یہ پیغام بھی پہنچایا جا سکتا ہے کہ اُن کی سختی کا جواب پیار سے دیا جائے اور جب سختی کا جواب نرمی سے ہو، غصے کا جواب صبر سے ہو تو ایک وقت آتا ہے جب مخالف سے مخالف بھی بات سننے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے سوائے اُن کے جن کے دل خدا تعالیٰ کی طرف سے سخت کر دیئے گئے ہیں جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ان کو ہدایت نہیں ملنی۔ اور جب مخالفِ اسلام، اسلام کے محاسن کا علم حاصل کرے گا تو یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہے گا کہ واقعی یہ کامل دین ہے۔

پس ہر احمدی کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ خلافت کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کے لئے ہر قربانی کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ اس زمانے میں مسیح محمدی کے غلاموں میں شامل ہوکر ''نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰه'' کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اپنے ایمان کو بھی کامل کرتے چلے جائیں، اور اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کے معیار بھی بلند سے بلند کرتے چلے جائیں۔ اور جب یہ ہوگا تو ہر فرد اس زمانے کے امام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو انفرادی طور پر اپنے ساتھ بھی پورا ہوتا دیکھے گا۔ اور اجتماعی طور پر تو یہ مقدر ہو ہی چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مومنوں کی اس جماعت نے جو مسیح محمدی سے منسوب ہے تمام دنیا پر غالب آنا ہے۔ دشمن کا ہر حملہ چاہے وہ سامنے سے ہو، چاہے پیچھے سے ہو، چاہے دائیں سے ہو یا بائیں سے ہو، اُس کام کو جو مسیح موعود کے سپرد ہو چکا ہے اُس میں روک نہیں ڈال سکتا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ جماعت خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اور حفاظت کی ڈھال میں محفوظ ہے۔ اور یہ ایسی ڈھال ہے جس نے ہر طرف سے جماعت کو اپنی حفاظت میں لیا ہوا ہے، اپنے حصار میں لیا ہوا ہے اور گزشتہ 120 سال کی جماعت کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر جماعت کی، احمدیت کی حفاظت فرمائی ہے اور جماعت کو ختم کرنے کی دشمن کی ہر تدبیر نے ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھا ہے اور جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کی منازل طے کرتی چلی گئی ہے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کا کوئی برّاعظم نہیں جس کے بڑے بڑے ملکوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام مسیح محمدی کے غلاموں نے نہ پہنچا دیا ہو، بلکہ اکثر چھوٹے چھوٹے ملک اور جزائر بھی اس نور کی روشنی سے فیضیاب ہو رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نور کا پرتَو ہے۔

اور آج یہ کام ہم صرف اس لئے باحسن انجام دے رہے ہیں کہ خلافت کے انعام سے انعام یافتہ ہیں۔ آج جب مَیں دنیا کے کسی بھی ملک میں بسنے والے احمدی کے چہرہ کو دیکھتا ہوں تو اُس میں ایک قدرِ مشترک نظر آتی ہے اور وہ ہے خلافتِ احمدیہ سے اخلاص و وفا کا تعلق۔ چاہے وہ پاکستان کا رہنے والا احمدی ہے یا ہندوستان میں بسنے والا احمدی ہے، انڈونیشیا اور جزائر میں بسنے والا احمدی ہے یا بنگلہ دیش میں رہنے والا احمدی ہے، آسٹریلیا میں رہنے والا احمدی ہے یا یورپ و امریکہ میں بسنے والا احمدی ہے یا افریقہ کے دور دراز علاقوں میں بسنے والا احمدی ہے، خلیفہ وقت کو دیکھ کر ایک خاص پیار، ایک خاص تعلق، ایک خاص چمک چہروں اور آنکھوں میں نظر آ رہی ہوتی ہے۔ اور یہ صرف اس لئے ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت اور وفا کا سچا تعلق ہے۔ اور یہ صرف اس لئے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل اطاعت اور محبت کا تعلق ہے، یہ اس لئے ہے کہ اس بات کا مکمل فہم و ادراک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کُل انسانیت کے نجات دہندہ بنا کر بھیجے گئے ہیں اور خلافتِ احمدیہ آپ تک لے جانے کی ایک کڑی ہے۔ اُس وعدہ کی نشانی ہے جو خدائے واحد کے قدموں میں ڈالنے کے لئے ہمہ وقت مصروف ہے۔

پس کیا کبھی ایسی قوم کو ایسے جذبات رکھنے والی روحوں کو کوئی قوم شکست دے سکتی ہے؟ کبھی نہیں اور کبھی نہیں۔ اب جماعت احمدیہ کا مقدر کامیابیوں کی منازل کو طے کرتے چلے جانا ہے اور تمام دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔ یہ اس زمانے کے امام سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جو کبھی اپنے وعدوں کو جھوٹا نہیں ہونے دیتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ ......سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا''۔

(تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 410-409)

پس آج بعض جگہ پر اگر ہمیں مخالفین بظاہر زور میں نظر آ رہے ہیں اور احمدی ظلم میں پستے ہوئے نظر آ رہے ہیں تو یہ عارضی تکلیفیں ہیں، یہ عارضی حالت ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد اب وہ دن طلوع ہونے والا ہے جب احمدیوں پر ظلم کرنے والے خس و خاشاک کی طرح اُڑا دیئے جائیں گے۔ کیونکہ یہی خدا تعالیٰ کا منشاء ہے اور کوئی طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کا مقابلہ کر سکے۔

پس آج دنیا میں بسنے والے وہ مظلوم احمدی جو چاہے انڈونیشیا میں بس رہے ہوں یا بنگلہ دیش میں بس رہے ہوں یا پاکستان میں رہنے والے ہوں، صبر اور دعا سے خدا کا فضل مانگتے ہوئے اُس کے حضور سجدہ ریز رہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آخری فتح مسیح محمدی کے غلاموں کی ہی ہے کیونکہ آپ ہی وہ قوم ہیں جو اخلاص و وفا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے ہر کوشش میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت دکھاتے ہوئے اس کام کی توفیق دیتا چلا جائے۔ ہمیشہ یاد رکھیں ہم وہ خوش قسمت ہیں جن کے ساتھ مسیح الزمان کی دعائیں شامل ہیں، اُس شخص کی دعائیں شامل ہیں جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس کا آنا میرا آنا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة الجمعة باب قوله وآخرین منهم لما یلحقوا بهم حدیث 4897)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''ہم تو یہ دعا کرتے ہیں کہ خدا جماعت کو محفوظ رکھے اور دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برحق رسول تھے اور خدا کی ہستی پر لوگوں کو ایمان پیدا ہو جائے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 261۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان اور یقین میں بڑھاتا چلا جائے اور ہم ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے وارث بنتے چلے جائیں۔ اب اس جلسے کا اختتام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ ان دنوں میں جو پاک تبدیلیاں آپ لوگوں نے اپنے اندر پیدا کیں، اُنہیں ہمیشہ اپنے اندر قائم رکھیں اور ہر دن آپ کے ایمان اور ایقان کو بڑھاتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو خیریت سے اپنے اپنے گھروں میں واپس لے جائے اور ہمیشہ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ ہمیشہ آپ کی حفاظت کرے۔ اور ہر وہ فیض اور ہر وہ دعا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں کے لئے فرمائی اُس کو ہمارے حق میں قبول فرمائے۔ اس دفعہ اس حوالے سے جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی اس امید کا بلکہ یقین کا اظہار کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یقین رہا ہے کہ ہماری تعداد بڑھتی ہے، اس سال میں خاص طور پر حیرت انگیز طور پر بڑھ رہی ہے۔ میرا اندازہ تھا کہ پچھلے سال سے تین چار ہزار زیادہ حاضری ہو گی لیکن یہ جو حاضری سامنے آئی ہے اس میں گزشتہ سال اس وقت ٹوٹل حاضری ستائیس ہزار تھی اور اِس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے، شامل ہونے والوں کی کُل تعداد سینتیس ہزار پانچ سو گیارہ ہے۔ ان میں خواتین کی تعداد ساڑھے انیس ہزار ہے اور مرد اٹھارہ ہزار ہیں۔ عورتیں مردوں سے بڑھ گئی ہیں۔ اب دعا کرلیں۔ (دعا)

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ دسمبر 2012ء

اسلام ایسا مذہب ہے جو دنیا میں امن کے قیام کے لئے معین رہنمائی دیتا ہے اور اس مقصد کے قیام کے لئے مختلف اصول وضع کرتا ہے۔

حکومتوں کو ایسی پالیسیاں ترتیب دینی چاہئیں جن سے باہمی احترام کو فروغ اور تحفظ ملے
اور جن پالیسیوں سے دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہو یا کسی طور پر نقصان پہنچتا ہو ایسی پالیسیاں یکسر ختم ہونی چاہئیں۔

جب کبھی بھی کسی شخص کو مذہبی یا اعتقادی طور پر زبردستی دبایا جاتا ہے تو اس کا منفی ردّعمل ظاہر ہوتا ہے جو کہ امن کی تباہی کا باعث بنتا ہے۔

یورپ کے رہنماؤں کو یہ جاننا چاہئے کہ یہ ایک حقیقت ہے اور اس بات کا احساس کریں کہ بین المذاہب ہم آہنگی اور برداشت پیدا کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔

یہ اسلئے بھی ناگزیر ہے تا کہ ہر یورپین ملک کے درمیان اور خاص کر یورپین ممالک اور مسلم ممالک کے درمیان خیر خواہی کی فضا قائم ہو اور تا کہ دنیا کا امن تباہ نہ ہو۔

یورپین یونین کا قیام یورپین ممالک کی ایک بہت بڑی کامیابی ہے کیونکہ یہ تمام برّ اعظم کو متحد کرنے کا ذریعہ ہے اور آپ سب کو اس اتحاد کو برقرار رکھنے کے لئے ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرتے ہوئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ یورپ کی طاقت کا راز اس کے اسی طرح باہم ایک ہونے اور متحد رہنے میں ہے۔ ایسا اتحاد نہ صرف آپ کو یہاں یورپ میں فائدہ دے گا بلکہ عالمی سطح پر بھی اس برّ اعظم کو اپنی مضبوطی اور اثر و رسوخ قائم رکھنے میں مدد ہوگا۔ درحقیقت اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ تمام دنیا باہم ایک ہو جائے۔ کرنسی کے معاملہ پر ساری دنیا کو متحد ہونا چاہئے۔ فری بزنس اور ٹریڈ میں بھی تمام دنیا کو متحد ہونا چاہئے اور freedom of movement اور امیگریشن کے متعلق ٹھوس اور قابلِ عمل پالیسیاں بنانی چاہئیں تا کہ دنیا باہم متحد ہو جائے۔

امن قائم کرنے کی کوشش میں یہ ضروری ہے کہ کوئی فریق کسی بھی طور پر فخر اور تکبر کے جذبات کا اظہار ہرگز نہ کرے اگر ترقی یافتہ قومیں دیگر کم ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ممالک کا استحصال کریں اور ان قوموں کے زرخیز ذہنوں کو ترقی کے مواقع فراہم نہ کریں تو پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ اضطراب پھیلے گا اور بے چینی عالمی امن اور تحفظ پر غالب آجائے گی۔

دوغلے معیار مسلمان ممالک کے لوگوں کے دلوں میں دنیا کی اہم طاقتوں کے خلاف رنجشیں اور کینہ کو بڑھا رہے ہیں۔ ویٹو پاور کا اختیار کسی بھی صورت امن قائم نہیں کرسکتا کیونکہ اس کے مطابق واضح طور پر تمام ممالک برابر اور ایک سطح پر نہیں ہیں۔ امن صرف اس صورت میں قائم ہوسکتا ہے کہ ظالم اور مظلوم دونوں کی اس طریق پر مدد کی جائے کہ جس میں کسی فریق کی طرفداری نہ ہو، کوئی مذموم مقصد نہ ہو اور ہر قسم کی دشمنی سے پاک ہو۔ امن تب قائم ہوتا ہے جب تمام فریقوں کو یکساں مواقع فراہم کئے جائیں۔

اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ دوسروں کی دولت اور ذرائع پر حاسدانہ نظر نہ رکھی جائے۔ ہمیں دوسروں کی املاک کی حرص نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ بھی امن کی تباہی کا باعث ہے۔

یقیناً جو کچھ مَیں نے بیان کیا ہے وہ اسلام کی حقیقی تعلیم کی عکاسی کرتا ہے۔ ہم احمدیہ مسلم جماعت سے تعلق رکھنے والے اس سچی تعلیم کو جس قدر ممکن ہو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

(یورپین پارلیمنٹ (برسلز۔ بیلجیم) میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا امن عالم کو درپیش مسائل کی نشاندہی کرتے ہوئے اسلامی تعلیم کی روشنی میں ان کے حل پر مشتمل نہایت اہم، تاریخی اور بصیرت افروز خطاب)

اس تاریخی تقریب میں 30 یورپین ممالک کے 200 سے زائد حکومتی اور دوسرے اہم شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے نمائندگان کی شمولیت۔

یورپین پارلیمنٹ میں حضور انور ایدہ اللہ کے خطاب پر شرکاء کے تأثرات۔ بیلجیم سے جرمنی کے لئے روانگی۔ 'مسجد اوسنابروک' جرمنی میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

(بیلجیم اور جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

4 دسمبر 2012ء بروز منگل

(دوسرا حصہ)

اس کے بعد پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ڈائس پر تشریف لائے اور یورپین پارلیمنٹ کی تاریخ میں اپنا پہلا تاریخی خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ کا یہ خطاب انگریزی زبان میں تھا۔ ذیل میں اس کا اردو میں مفہوم پیش کیا جارہا ہے:

یورپین پارلیمنٹ میں حضور انور ایدہ اللہ کا نہایت اہم تاریخی خطاب

تعوّذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: آپ سب معزز مہمانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اور امن وسلامتی نصیب ہو۔ سب سے پہلے مَیں اس تقریب کا انتظام کرنے والوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجھے موقع فراہم کیا کہ مَیں یہاں یورپین پارلیمنٹ میں آپ سب سے مخاطب ہوسکوں۔ مَیں تمام وفود کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو مختلف ممالک کی نمائندگی کررہے ہیں اور اُن مہمانوں کا بھی جو بڑی تگ ودَو کرکے یہاں شریک ہوئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: وہ لوگ جو احمدیہ مسلم جماعت سے اچھی طرح واقف ہیں، یا بعض ایسے بھی جو کم واقف ہیں اور ان کے انفرادی طور پر احمدیوں سے رابطے ہیں، وہ اس بات سے بکلّی واقف ہوں گے کہ بطور جماعت ہم مسلسل دنیا کی توجہ امن کے قیام اور تحفّظِ عامہ کی طرف دلاتے رہتے ہیں۔ اور یقیناً ہم اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اپنی بساط کے مطابق پوری

کوششیں کرتے ہیں۔ احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے جب بھی کوئی موقع بنتا ہے مَیں ایسے معاملات پر باقاعدگی سے بات کرتا ہوں۔ میں ہمیشہ امن کے قیام اور باہمی محبت کی طرف توجہ دلاتا ہوں، یہ کوئی ایسی نئی تعلیم نہیں ہے جو کہ احمدیہ جماعت لے کر آئی ہے حالانکہ سچ تو یہ ہے کہ امن اور باہمی موافقت کا قیام بانی جماعت احمدیہ کے آنے کے اہم ترین مقاصد میں سے ایک مقصد تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا ہر عمل ان تعلیمات کے مطابق ہے جو بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے 1400 سال بعد وہ اعلیٰ تعلیمات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے، بدقسمتی سے مسلمانوں کی اکثریت ان تعلیمات کو بھول چکی تھی اور حقیقی اسلام کو ازسرِنو زندہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مبعوث فرمایا، اور یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق تھا۔ مَیں آپ سب سے گزارش کرتا ہوں کہ جب

میں دنیا میں امن اور ہم آہنگی کے قیام کے تعلق میں اسلامی تعلیمات پیش کروں گا تو اس بات کو اپنے ذہن میں رکھیں۔ میں یہ بھی بیان کردوں کہ امن وتحفظ کے اور بہت سے پہلو ہیں، جہاں ہر ایک پہلو اپنی جگہ انفرادی طور پر اہمیت کا حامل ہے وہاں یہ بھی نہایت اہم ہے کہ کس طرح ہر ایک پہلو دوسرے پہلو سے باہمی ربط رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر معاشرہ میں امن کے قیام کا سب سے بنیادی عنصر گھریلو سکون اور ہم آہنگی ہے۔ کسی بھی گھر کی صورتحال صرف گھر تک ہی محدود نہیں بلکہ اس کا مقامی علاقہ پر گہرا اثر ہوتا ہے اور پھر اس علاقہ کا اثر وسیع تر علاقہ اور شہر کے امن پر پڑتا ہے۔ اگر گھر میں بے سکونی ہو تو اس کا اثر مقامی علاقہ پر ہوگا اور پھر اس مقامی علاقہ کا اثر قصبہ یا شہر پر ہوگا۔ اسی طرح ایک شہر کی امن کی صورتحال پورے ملک کی مجموعی صورتحال پر اثر انداز ہوگی اور پھر پورے ملک کی صورتحال ریجن یا تمام دنیا کے امن وسکون کو متاثر کرے گی۔ لہٰذا یہ بات واضح ہے کہ اگر آپ امن کے صرف ایک پہلو کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں تو آپ کو دیکھنا ہوگا کہ اس کا دائرہ محدود نہیں ہے بلکہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں کہیں بھی امن متاثر ہو وہاں دوبارہ سے امن بحال کرنے کے لئے ظاہری وجوہات اور درپردہ اصل وجوہات پر بنا کر کے مختلف حکمتِ عملیاں درکار ہوتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب ہم اس بات کو ذہن میں رکھیں تو یہ واضح ہے کہ ان تمام مسائل پر تفصیلی بحث کرنا اُس سے بہت زیادہ وقت چاہتا ہے جتنا وقت اب میسر ہے۔ تاہم میں کوشش کروں گا کہ چند پہلوؤں پر اسلام کی حقیقی تعلیم کا احاطہ کرسکوں۔

دورِ حاضر میں ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے خلاف بہت سے اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں اور دنیا کی بدامنی اور فساد کا اکثر الزام مذہب کے سر تھوپا جاتا ہے۔ اسلام لفظ کا مطلب ہی امن اور سلامتی ہے لیکن اس حقیقت کے باوجود اس قسم کے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ مزید یہ کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو دنیا میں امن کے قیام کے لئے معین رہنمائی دیتا ہے اور اس مقصد کے قیام کے لئے مختلف اصول وضع کرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قبل اس کے کہ مَیں آپ کے سامنے اسلام کی امن پسند اور سچی تعلیمات کی ایک جھلک پیش کروں، مَیں اختصار کے ساتھ دنیا کی موجودہ صورتِ حال بیان کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ان معاملات کو پہلے ہی سے بہت اچھی طرح جانتے ہوں گے لیکن مَیں اس کو اجاگر کرنا چاہتا ہوں تا کہ جب مَیں اسلام کی حقیقی تعلیمات پیش کروں تو اس وقت یہ صورتِ حال آپ کے سامنے ہو۔ ہم جانتے ہیں بلکہ سب اس بات کو مانتے ہیں کہ دنیا ایک گلوبل ویلیج بن چکی ہے۔ جیسا کہ جدید ذرائع آمد و رفت یا میڈیا، انٹرنیٹ اور متعدد دیگر ذرائع سے ہم سب باہم ملے ہوئے ہیں۔ یہ تمام عناصر ایسے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے دنیا بھر کی قومیں اس حد تک ایک دوسرے سے قریب آچکی ہیں جتنی پہلے کبھی بھی نہ تھیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف نسلوں، مذاہب اور قومیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد ایک ساتھ رہتے ہیں۔ یقیناً بہت سے ممالک میں ایک بڑی تعداد دوسرے ممالک سے آنے والے مہاجرین پر مشتمل ہے۔ یہ مہاجرین اس حد تک معاشرہ میں گھل مل گئے ہیں کہ اب حکومتوں کے لئے انہیں نکالنا بہت ہی مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ تاہم اس امیگریشن کو روکنے کے لئے بہت سے اقدامات کئے جارہے ہیں اور قوانین سخت کئے جارہے ہیں لیکن پھر بھی بہت سے ایسے ذرائع ہیں جن سے ایک ملک کا شہری دوسرے ملک میں داخل ہوسکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: غیر قانونی تارکینِ وطن کے معاملہ کو ایک طرف چھوڑ بھی دیں تب بھی متعدد بین الاقوامی قوانین موجود ہیں جو ایسے افراد کو تحفظ فراہم کرتے ہیں جو کسی وجہ سے اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہوں۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کثیر تعداد میں مہاجرین کے باعث مختلف ممالک میں بے چینی اور اضطراب بڑھ رہا ہے۔ اس چیز کی ذمہ داری دونوں فریق، یعنی مہاجرین اور مقامی لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ ایک طرف تو بعض مہاجرین ایسے ہیں جو مقامی آبادی میں گھلنا ملنا نہیں چاہتے اور اس وجہ سے وہ مقامی افراد کے جذبات کو انگیخت کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف بعض مقامی ایسے ہیں جو عدم برداشت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور آنے والوں کے لئے تنگ دلی ظاہر کرتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ نفرت بڑی خطرناک حد تک بڑھ جاتی ہے۔ خاص طور پر مغربی ممالک میں بعض مسلمانوں اور بالخصوص مہاجرین کے منفی رویہ کے ردِعمل کے طور پر مقامی لوگوں میں اس نفرت اور دشمنی کا اظہار اسلام کے خلاف ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ ردِعمل اور نفرت کسی چھوٹے پیمانے پر نہیں بلکہ انتہائی وسیع پیمانے تک پھیل سکتی ہے اور پھیلتی بھی ہے۔ اسی وجہ سے مغربی رہنما باقاعدگی سے ان مسائل پر بات کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ جرمن چانسلر اسی وجہ سے یہ کہتی ہوئی نظر آتی ہیں کہ مسلمان جرمنی کا حصہ ہیں اور وزیراعظم برطانیہ مسلمانوں کو معاشرے میں گھلنے ملنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے سنائی دیتے ہیں اور بعض ممالک کے رہنما تو مسلمانوں کو دھمکیاں دینے کی حد تک بھی گئے ہیں۔ داخلی مسائل کی صورتحال اگر سنگین نہ بھی سہی مگر اس حد تک ضرور خراب ہوچکی ہے کہ یہ پریشانی کا باعث بن چکی ہے۔ یہ معاملات مزید سنگینی اختیار کرسکتے ہیں اور امن کی تباہی کا باعث ہوسکتے ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہونا چاہئے کہ ایسے حالات کا اثر صرف مغرب تک محدود نہ ہوگا بلکہ اس سے تمام دنیا اور خاص کر مسلمان ممالک متأثر ہوں گے۔ اس کی وجہ سے مغربی اور مشرقی دنیا کے باہمی تعلقات سخت طور پر متأثر ہوں گے۔ لہٰذا صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے اور امن کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ تمام فریق باہم مل کر کوشش کریں۔ حکومتوں کو ایسی پالیسیاں ترتیب دینی چاہئیں جن سے باہمی احترام کو فروغ اور تحفظ ملے اور جن پالیسیوں سے دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہو یا کسی طور پر نقصان پہنچتا ہو ایسی پالیسیاں یکسر ختم ہونی چاہئیں۔ جہاں تک مہاجرین کا تعلق ہے انہیں بخوشی نئے معاشرے میں ہم آہنگ ہونا چاہئے اور مقامی افراد کو چاہئے کہ وہ نئے آنے والوں کے لئے اپنے دل کھولیں اور برداشت اپنائیں۔ مزید یہ کہ مسلمانوں کے خلاف پابندیاں لگانے سے امن حاصل نہیں کیا جاسکتا کیونکہ صرف یہ پابندیاں لوگوں کے ذہنوں اور تصورات کو تبدیل نہیں کرسکتیں۔ یہ صرف مسلمانوں سے متعلق نہیں ہے بلکہ جب کبھی بھی کسی شخص کو مذہبی یا اعتقادی طور پر زبردستی دبایا جاتا ہے تو اس کا منفی ردِعمل ظاہر ہوتا ہے جو کہ امن کی تباہی کا باعث بنتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ بعض ممالک میں بالخصوص مقامی افراد اور مسلمان مہاجرین کے مابین لڑائی جھگڑے بڑھ رہے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ دونوں اطراف عدم برداشت پائی جاتی ہے اور ایک دوسرے کو جاننے میں ایک قسم کی روک مانع ہے۔ یورپ کے رہنماؤں کو یہ جاننا چاہئے کہ یہ ایک حقیقت ہے اور اس بات کا احساس کریں کہ بین المذاہب ہم آہنگی اور برداشت پیدا کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔ یہ اس لئے بھی ناگزیر ہے تا کہ ہر یورپین ملک کے درمیان اور خاص کر یورپین ممالک اور مسلم ممالک کے درمیان خیر خواہی کی فضا قائم ہو اور تا کہ دنیا کا امن تباہ نہ ہو۔ میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ اس قسم کی تفریق اور مسائل کی بنیاد صرف مذہب اور دینی اعتقادات پر نہیں اور یہ صرف مغربی اور مسلم ممالک کے درمیان اختلافات کا سوال نہیں ہے بلکہ درحقیقت اس بے چینی کا ایک اہم سبب عالمی معاشی بحران ہے۔ دراصل جب یہ موجودہ معاشی بحران یا credit crunch نہیں تھا تو کسی کو پرواہ بھی نہیں تھی کہ مسلم، غیر مسلم یا افریقن مہاجرین اس کثرت سے بڑھ رہے ہیں۔ لیکن اب صورتحال مختلف ہے اور اسی صورتحال نے اس تمام تناظر کو جنم دیا ہے۔ اس (معاشی بحران) نے یورپین ممالک کے باہمی تعلقات کو بھی متاثر کیا ہے اور یورپین ممالک اور قوموں کے مابین غصہ اور ناراضگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ مایوسی کی یہ حالت ہر طرف نظر آتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یورپین یونین کا قیام یورپین ممالک کی ایک بہت بڑی کامیابی ہے کیونکہ یہ تمام برّاعظم کو متحد کرنے کا ذریعہ ہے اور آپ سب کو اس اتحاد کو برقرار رکھنے کے لئے ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرتے ہوئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ عوام الناس کی پریشانیوں اور خوف کا ہر حال میں ازالہ ہونا چاہئے۔ ایک دوسرے کے معاشرے کا تحفظ کرنے کے لئے ہمیں ایک دوسرے کے جائز اور منصفانہ مطالبات بخوشی قبول کرنے چاہئیں اور ہر ملک کے لوگوں کے مطالبات یقیناً جائز اور منصفانہ ہی ہونے چاہئیں۔ یاد رکھیں کہ یورپ کی طاقت کا راز اس کے اسی طرح باہم ایک ہونے اور متحد رہنے میں ہے۔ ایسا اتحاد نہ صرف آپ کو یہاں یورپ میں فائدہ دے گا بلکہ عالمی سطح پر بھی اس برّاعظم کو اپنی مضبوطی اور اثر ورسوخ قائم رکھنے میں مدد ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: درحقیقت اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ تمام دنیا باہم ایک ہوجائے۔ کرنسی کے معاملہ پر ساری دنیا کو متحد ہونا چاہئے۔ فری بزنس اور ٹریڈ میں بھی تمام دنیا کو متحد ہونا چاہئے اور freedom of movement اور امیگریشن کے متعلق ٹھوس اور قابلِ عمل پالیسیاں بنانی چاہئیں تا کہ دنیا باہم متحد ہوجائے۔ درحقیقت ممالک کو ایک دوسرے سے تعاون کے مواقع تلاش کرنے چاہئیں تا کہ تفریق کو اتحاد میں بدلا جاسکے۔ اگر یہ اقدامات کئے جائیں گے تو جلد ہی موجودہ جھگڑے ختم ہوجائیں گے اور ان کی جگہ امن اور باہمی احترام کا بول بالا ہوگا بشرطیکہ حقیقی انصاف کا قیام ہو اور ہر ملک اپنی ذمہ داری کا احساس کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے، گو یہ اسلامی تعلیم ہے لیکن اسلامی ممالک آپس میں اتحاد قائم کرنے کے قابل نہیں ہوسکے۔ اگر یہ باہم تعاون کرنے اور اتحاد قائم کرنے کے قابل ہوجاتے تو مسلمان ممالک کو اپنی ضروریات اور مسائل کے حل کے لئے مسلسل مغربی

امداد پر انحصار نہ کرنا پڑتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان الفاظ کے ساتھ مَیں اب دنیا میں دیر پا امن کے قیام کے لئے حقیقی اسلامی تعلیم پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تو اسلام کی سب سے بنیادی تعلیم یہ ہے کہ سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے ہر امن پسند محفوظ ہو۔ یہ مسلمان کی وہ تعریف ہے جو بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہے۔ کیا اس بنیادی اور خوبصورت اصول کو سننے کے بعد بھی کوئی اعتراض اسلام پر اٹھ سکتا ہے؟ یقیناً نہیں۔ اسلام یہ سکھاتا ہے کہ وہ جو اپنی زبان اور ہاتھ سے ناانصافی اور نفرت کا پرچار کرتے ہیں، وہی قابلِ مواخذہ ہیں۔ چنانچہ مقامی سطح سے لے کر عالمی سطح تک اگر تمام فریق اس سنہرے اصول کی پابندی کرنے لگیں تو ہم دیکھیں گے کہ کبھی بھی مذہبی فساد پیدا نہ ہوگا اور کبھی بھی سیاسی مسائل پیدا نہ ہوں گے اور نہ ہی لالچ اور اقتدار کی ہوس کے باعث فساد پیدا ہوگا۔ اگر اسلام کے یہ سچے اصول اپنا لئے جائیں تو ممالک میں عوام الناس ایک دوسرے کے حقوق اور جذبات کا خیال رکھیں گے، حکومتیں تمام شہریوں کے تحفظ کے لئے اپنی ذمہ داری ادا کریں گی اور عالمی سطح پر ہر ایک قوم سچی ہمدردی اور محبت کے جذبہ کے تحت ایک دوسرے سے مل جل کر کام کرے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سے تعلق رکھنے والوں کا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ اپنی معیشت کو بہتر بنانا چاہتے ہیں تو آپ کو لازمی طور پر عالمی تجارت میں حصہ لینا ہوگا۔ اس بات کی واضح مثال کہ کس طرح دنیا باہم ایک دوسرے سے منسلک ہے، یہ ہے کہ گزشتہ چند سالوں سے یورپین معاشی بحران یا عالمی معاشی بحران نے دنیا کے کم و بیش ہر ملک کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ مزید یہ کہ ممالک کا سائنس کے میدان میں ترقی کرنا یا دیگر شعبوں میں مہارت حاصل کرنا اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ باہمی تعاون کریں اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ دنیا کے رہنے والے چاہے وہ افریقہ، یورپ، ایشیا یا کسی بھی علاقہ سے تعلق رکھتے ہوں، ان سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلیٰ ذہنی استعدادیں عطا کی گئی ہیں۔ اگر تمام لوگ بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے اپنی خدا داد صلاحیتوں کو بہترین انداز میں بروئے کار لائیں تو یہ دنیا پُر امن جنت بن سکتی ہے۔ تاہم اگر ترقی یافتہ قومیں دیگر کم ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ممالک کا استحصال کریں اور ان قوموں کے زرخیز ذہنوں کو ترقی کے مواقع فراہم نہ کریں تو پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ اضطراب پھیلے گا اور بے چینی عالمی امن اور تحفظ پر غالب آجائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: امن درحقیقت ان ممالک کے داخلی مسائل تھے، لیکن فلسطینیوں کے معاملہ پر ایسا لگتا نہیں کہ یہ طاقتیں کوئی تشویش رکھتی ہیں یا اس جتنی تشویش رکھتی ہیں۔ اس قسم کے دوغلے معیار مسلمان ممالک کے لوگوں کے دلوں میں دنیا کی اہم طاقتوں کے خلاف رنجشیں اور کینہ کو بڑھا رہے ہیں۔ یہ غصہ اور دشمنی انتہائی خطرناک ہے اور کسی بھی وقت کسی ہولناک منظر کا پیش خیمہ ہوسکتی ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ ترقی پذیر ممالک میں کیا کیا نقصان ہو جائے گا؟ کیا وہ زندہ بھی رہ پائیں گے؟ ترقی یافتہ ممالک کتنے متاثر ہوں گے؟ یہ صرف خدا ہی جانتا ہے۔ میں اس کا جواب نہیں دے سکتا اور کوئی شخص بھی اس بات کا جواب نہیں دے سکتا۔ جو بات ہمیں معلوم ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کا امن بہرحال تباہ ہو جائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بات بھی واضح رہے کہ مَیں کسی ایک ملک کے حق میں بات نہیں کر رہا۔ جو مَیں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہر قسم کا ظلم وستم، جہاں کہیں بھی ہو، قطع نظر اس کے کہ اس ظلم کا ارتکاب فلسطینیوں کی طرف سے ہو یا اسرائیلیوں کی طرف سے یا دنیا کے کسی بھی ملک کی جانب سے، ہرحال میں اس کا خاتمہ ہونا چاہئے اور اسے بند ہونا چاہئے۔ مظالم کو بند ہونا چاہئے کیونکہ اگر انہیں پھیلنے دیا جائے تو نفرت کے شعلے لازماً تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور پھر یہ نفرت اس حد تک بڑھ جائے گی کہ دنیا حالیہ معاشی بحران سے پیدا ہوسکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مزید یہ کہ اگر صرف وہ ممالک جو اقوامِ متحدہ میں ویٹو پاور رکھتے ہیں اس بات کو سمجھ جائیں کہ ان سے بھی ان کے اعمال کی جواب طلبی کی جائے گی تو حقیقی طور پر انصاف قائم ہوسکتا ہے۔ درحقیقت میں اس سے ایک قدم اور آگے جاؤں گا کہ ویٹو پاور کا اختیار کسی بھی صورت امن قائم نہیں کرسکتا کیونکہ اس کے مطابق واضح طور پر تمام ممالک برابر اور ایک سطح پر نہیں ہیں۔ یہ بات مَیں نے سال کے آغاز میں امریکہ کے اہم رہنماؤں اور پالیسی میکرز سے Capitol Hill میں خطاب کرتے ہوئے بھی کہی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر ہم اقوامِ متحدہ کی ووٹنگ کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہم دیکھیں گے کہ ویٹو پاور کا استعمال صرف ان کے حق میں نہیں ہوا جن پر ظلم کیا گیا اور جو سیدھی راہ پر گامزن تھے بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض مواقع پر ویٹو پاور کا غلط استعمال بھی کیا گیا اور ظلم ختم کرنے کی بجائے ظالم کی مدد کی گئی۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جو ڈھکی چھپی ہو یا جس کا کسی کو علم نہ ہو بلکہ بہت سے مبصّرین اس بارے میں کھل کر اظہارِ خیال کرتے ہیں اور لکھتے رہتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام کی ایک اور خوبصورت تعلیم یہ ہے کہ معاشرہ میں امن

ایک اور کلیدی اصول جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے وہ یہ ہے کہ امن قائم کرنے کی کوشش میں یہ ضروری ہے کہ کوئی فریق کسی بھی طور پر فخر اور تکبر کے جذبات کا اظہار ہرگز نہ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر بڑے شاندار انداز میں کر کے بھی دکھا دیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مشہور کلمات ادا کیے کہ کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت ہے۔ نہ ہی یورپین قوم دیگر قوموں سے اعلیٰ یا افضل ہے اور نہ ہی افریقن، ایشین اور دنیا کے کسی بھی علاقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ کسی دوسرے سے افضل ہیں۔ قومیتوں، رنگوں اور نسلوں کا اختلاف صرف اور صرف شناخت اور پہچان کے لئے ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سچ تو یہ ہے کہ جدید دنیا میں ہم سب ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ یہاں تک کہ آج کی عالمی طاقتیں یورپ اور امریکہ وغیرہ کسی طور بھی دوسروں سے منقطع ہو کر گزارہ نہیں کرسکتیں۔ افریقن ممالک بھی کسی طور دیگر ممالک سے الگ ہو کر اپنے وجود کو قائم نہیں رکھ سکتے اور ترقی حاصل کرنے کی امید نہیں کرسکتے اور یہی حال ایشین ممالک اور دنیا کے کسی بھی حصہ کو فروغ دینے کے لئے اسلام کا ایک اور سنہرا اصول یہ ہے کہ دوسروں کے حقوق تلف کئے جا رہے ہوں تو ہم اس بات کو ہرگز برداشت نہ کریں۔ جس طرح ہم اپنی حق تلفی ہوتی نہیں دیکھ سکتے اسی طرح ہمیں دوسروں کے لئے بھی اس چیز کو قبول نہیں کرنا چاہئے۔ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ جہاں سزا دینی پڑے وہاں یہ خیال رکھا جائے کہ یہ سزا اصل قصور سے ضرور مناسبت رکھتی ہو تاہم اگر معاف کرنے سے اصلاح ہوتی ہو تو معاف کرنے کو ترجیح دینی چاہئے اور اصل اور بنیادی مقصد اصلاح، مفاہمت اور دیرپا امن کا قیام ہونا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تاہم درحقیقت جو آج کل ہو رہا ہے، اگر کوئی شخص بدی یا ناانصافی کرتا ہے تو متاثرہ شخص اس سے ایسا انتقام لینے کا خواہشمند ہوتا ہے جو بالکل بھی اصل قصور سے مناسبت نہیں رکھتا اور اصل ناانصافی سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ یہ بعینہٖ وہی صورتِ حال ہے جو ہم آج فلسطین اور اسرائیل کے مابین بڑھتے ہوئے تنازعہ میں دیکھ رہے ہیں۔ شام، لیبیا اور مصر میں حالات کی کشیدگی پر اہم طاقتوں نے بڑا کھل کر غم و غصہ اور تشویش کا اظہار کیا ہے۔ حالانکہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ہونے والے مسائل کو بھی بھول جائے گی اور اس کی جگہ پہلے سے بھی بڑھ کر ہولناک صورتِ حال کا سامنا ہوگا۔ اس قدر جانیں ضائع ہوں گی کہ ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ پس یہ یورپین ممالک، جو دوسری جنگ عظیم میں بڑے نقصان دیکھ چکے ہیں، ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ماضی کے تجربہ سے سبق حاصل کریں اور دنیا کو تباہی سے بچائیں۔ ایسا کرنے کے لئے انہیں انصاف کے تقاضے پورے کرنا ہوں گے اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام اس بات پر بہت زور دیتا ہے کہ ہمیشہ کھرا اور منصفانہ عمل رکھا جائے۔ اسلام سکھاتا ہے کہ ترجیح دیتے ہوئے کسی بھی فریق کا ناجائز ساتھ نہ دیا جائے۔ ہونا یہ چاہئے کہ برا عمل کرنے والے کو معلوم ہو کہ اگر وہ کسی ملک سے ناانصافی کا سلوک کرنے کی کوشش کرے گا تو قطع نظر اس سے کہ اس کا کیا مقام اور کیا رتبہ ہے، عالمی برادری اُسے ایسا ہرگز نہ کرنے دے گی۔ اگر اقوامِ متحدہ کے ممبر ممالک، وہ ممالک جو یورپین یونین سے مستفید ہوتے ہیں اور وہ ممالک جو بڑی طاقتوں کے زیرِ اثر ہیں اور غیر ترقی یافتہ ممالک بھی، اس اصول کو اختیار کرلیں تو صرف اسی صورت میں امن قائم کا قیام اس بات کا متقاضی ہے کہ اپنے غصہ کو ایمانداری اور انصاف کے اصولوں پر حاوی کرنے کی بجائے، ضبط کیا جائے۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ حقیقی مسلمان ہمیشہ اس اصول پر کاربند رہے اور جنہوں نے اس اصول کی پابندی نہیں کی ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اس کے باوجود بدقسمتی سے آج ایسی صورتحال نہیں ہے۔ ایسے واقعات دیکھنے میں آتے ہیں کہ فوجیں اور سپاہی جو امن کے قیام کے لئے بھجوائے جاتے ہیں وہ ایسے کام کرتے ہیں کہ جو ان کے مقاصد سے سراسر مختلف ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر بعض ممالک میں باہر سے آئے ہوئے فوجیوں نے مخالفین کی لاشوں سے انتہائی توہین آمیز سلوک کیا۔ تو کیا اس طریق سے امن قائم ہوسکتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایسے سلوک کا ردّعمل پھر متاثرہ ملک تک محدود نہیں رہتا بلکہ تمام دنیا میں اس کا اظہار ہوتا ہے اور ظاہری بات ہے کہ اگر مسلمانوں سے برا سلوک کیا گیا ہو تو مسلمان انتہا پسند اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور دنیا کا امن برباد ہو جاتا ہے۔ اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ امن صرف اس

صورت میں قائم ہوسکتا ہے کہ ظالم اور مظلوم دونوں کی اس طریق پر مدد کی جائے کہ جس میں کسی فریق کی طرفداری نہ ہو، کوئی مذموم مقصد نہ ہو اور ہر قسم کی دشمنی سے پاک ہو۔ امن تب قائم ہوتا ہے جب تمام فریقوں کو یکساں مواقع فراہم کئے جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: چونکہ وقت محدود ہے اس لئے میں صرف ایک اَور بات بیان کروں گا کہ اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ دوسروں کی دولت اور ذرائع پر حاسدانہ نظر نہ رکھی جائے۔ ہمیں دوسروں کی اَملاک کی حرص نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ بھی امن کی تباہی کا باعث ہے۔ اگر امیر ممالک اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے کم ترقی یافتہ ممالک کے ذرائع پر نظر رکھیں گے اور ان کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو طبعاً بے چینی بڑھے گی۔ جہاں مناسب ہو، وہاں امیر ممالک اپنی خدمات کے صلہ میں کچھ حصہ لے سکتے ہیں جبکہ باقی ذرائع کا اکثر حصہ ان ممالک کی ترقی اور مقامی لوگوں کا معیارِ زندگی بڑھانے کے لئے استعمال ہونا چاہئے۔ انہیں ترقی کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہئے اور ان کے پاس اختیار ہونا چاہئے کہ وہ بھی کوشش کر کے دیگر ترقی یافتہ ممالک کے لوگوں کے معیار تک پہنچ سکیں کیونکہ اسی صورت امن قائم ہوسکتا ہے۔ اگر ایسے ملکوں کے رہنما ایماندار نہیں ہیں تو مغربی ممالک یا ترقی یافتہ ممالک کو ازخود ایسے ملکوں کو امداد فراہم کر کے ان کی ترقی کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اَور بھی بہت سی باتیں ہیں جو کہی جاسکتی ہیں لیکن وقت کی کمی کے باعث میں جو بیان کر چکا ہوں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ یقیناً جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ اسلام کی حقیقی تعلیم کی عکاسی کرتا ہے۔ یہاں آپ کے ذہنوں میں ایک سوال اٹھ سکتا ہے اس لئے میں پہلے ہی اس کا جواب دے دوں، وہ یہ کہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ اگر یہی اسلام کی سچی تعلیمات ہیں تو ہم مسلمان دنیا کے عمل میں فرق اور تضاد کیوں دیکھتے ہیں۔ اس کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں جب میں نے ایک مصلح کے آنے کی ضرورت بیان کی تھی، جو کہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ احمدیہ مسلم جماعت کے بانی ہیں۔ ہم احمدیہ مسلم جماعت سے تعلق رکھنے والے اس سچی تعلیم کو جس قدر ممکن ہو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں آپ سب سے بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ اپنے دائرہ کار میں ان معاملات پر آگاہی پیدا کرنے کیلئے کوشش کریں تا کہ دنیا کے تمام علاقوں میں دیر پا امن کا قیام ہو۔ اگر ہم اس مقصد میں کامیاب نہ ہوئے تو دنیا کا کوئی بھی حصہ جنگ کی ہولنا کیوں اور تباہ کن اثرات سے محفوظ نہ رہے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کے لوگوں کو توفیق دے کہ وہ دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے اپنے ذاتی مفادات اور خواہشات سے باہر نکلیں۔ یہ مغرب کی ترقی یافتہ قومیں ہیں جو آج کی دنیا میں زیادہ اقتدار اور طاقت رکھتی ہیں، اس لئے باقی قوموں کی نسبت یہ آپ کی زیادہ ذمہ داری ہے کہ ہنگامی بنیادوں پر ان انتہائی اہم امور کی طرف توجہ دیں۔

آخر پر میں آپ سب کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنا وقت نکال کر میری باتیں سننے کے لئے تشریف لائے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

حضور انور کا یہ خطاب چار بج کر 35 منٹ تک جاری رہا۔

❁ ❁ ❁ ❁

❁ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب ابھی جاری تھا تو اس موقع پر یورپین پارلیمنٹ کے

صدر Hon. Martin Schulz بھی ہال میں تشریف لائے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سٹیج پر استقبال کیا اور حضور انور کو خوش آمدید کہا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا آخری حصہ سنا اور آخر پر اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

❁ ❁ ❁ ❁

❁ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے بعد اس تقریب کے میزبان Mr Charles Tannock نے آخر پر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کے متأثر کن اور وسیع المعانی خطاب پر بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے اپنے خطاب میں متعدد پہلوؤں کا ذکر کیا۔ آپ نے امن اور برداشت کے متعلق اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگاہ کیا۔ آپ نے یہ بھی ذکر کیا کہ ترقی یافتہ ممالک کو غریب اقوام اور پسماندہ ممالک کی مدد کرنی چاہئے۔ نیز آپ نے اُن ذمہ داریوں کا بھی ذکر کیا جو کہ مغرب اور بالخصوص یورپی یونین کے ممالک پر عائد ہوتی ہیں اور جو کہ انہیں فکر کے ساتھ اور ہمدردی کے ساتھ ادا کرنی چاہئیں۔ اور مجھے اس بات پر بھی حیرانی ہے کہ آپ نے نڈر ہوکر اور بہادری کے ساتھ امیگریشن کے حوالہ سے پیش آنے والے مسائل کا اپنے خطاب میں ذکر کیا ہے۔ بطور ایک سیاستدان ہونے کے مَیں جانتا ہوں کہ یہ ہمارے ملک کا اہم مسئلہ ہے۔

موصوف نے کہا کہ میرا خیال ہے ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگی رکھنا، ایک دوسرے کے لئے برداشت پیدا کرنا آج کا اہم ترین پیغام تھا جس کو ساتھ لے کر ہمیں یہاں سے رخصت ہونا چاہئے۔

آخر پر میں تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس تقریب کے انعقاد کا باعث بنے۔ مَیں ان لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو مختلف ممالک سے تشریف لائے اور حضور انور کے متاثر کن خطاب کو سنا جس میں امن اور ہم آہنگی کا اہم پیغام تھا۔ ہمیں اس بات کا شدّت سے انتظار ہے کہ ہر مذہب، عقیدہ اور فرقہ کے لوگ آگے آئیں اور انتہا پسندی کی مذمت کریں اور بنی نوع انسان کے خوشحال اور روشن مستقبل کے لئے کوشاں ہوں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور فرمایا کہ احمدی میرے ساتھ دعا میں شامل ہوجائیں اور باقی ہر ایک اپنے طریق کے مطابق دعا کرسکتا ہے۔

❁ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطاب کا رواں ترجمہ فرنچ، جرمن، سپینش اور عربی زبان میں کیا گیا۔

❁ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس معرکۃ الآراء خطاب کو تمام مہمانوں نے بہت توجہ سے سنا اور کوئی بھی اپنی سیٹ چھوڑ کر نہیں گیا۔

اس تقریب میں شامل ہونے والے اہم افراد

❁ آج کی اس تاریخ ساز تقریب میں 30 یورپین ممالک کے دوصد سے زائد حکومتی اور دوسرے اہم شعبوں سے تعلق رکھنے والے نمائندگان شامل ہوئے جن میں 20 یورپین ممبران پارلیمنٹ، علاوہ ازیں مختلف یورپین ممالک کے نیشنل ممبران پارلیمنٹ، 19 ڈپلومیٹس (Diplomats) جن میں سری لنکا اور بوزنیا کے ایمبیسڈرز، سعودی عرب اور انڈونیشیا کے پولیٹیکل سیکرٹری، اور مختلف حکومتوں کے سرکردہ افراد، یورپین کمیشن کے نمائندگان، Think Tanks کے نمائندگان اور Faith Groups کے نمائندگان، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے نمائندے، جرنلسٹس، یورپی یونین میں امریکہ کے ایمبیسڈر کے ایک سینئر نمائندہ، بیلجیم میں امریکن ایمبیسی کے پولیٹیکل آفیسر، بیلجیم میں غانا اور بنگلہ دیش ایمبیسی سے ان دونوں ممالک کے ایمبیسڈر اور سٹاف کے ممبرز، بیلجیم سے مختلف علاقوں کے کونسلرز اور میئرز اور پانچ پولیس افسران، جسٹس ڈیپارٹمنٹ کے نمائندے، سینیٹر، وزارت داخلہ اور وزارت پبلک سیکیورٹی کے نمائندے، یونیورسٹیز کے پروفیسرز اور دیگر مختلف سیاسی شخصیات شامل تھیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یورپین پارلیمنٹ میں یہ خطاب ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے اور اس سے جماعتی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا ہے۔

یونائیٹڈ نیشن (UNO) کے بعد ''یورپین پارلیمنٹ'' دنیا کا سب سے بڑا اور طاقتور ادارہ ہے۔ اس انتہائی اہم ادارہ کے پلیٹ فارم پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یورپی سیاستدانوں کو اُن کی ذمّہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ کام آج اس روئے زمین پر صرف اور صرف خدا کا نمائندہ ہی کرسکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب یہ خطاب فرما رہے تھے اور یورپ کے تیس ممالک سے تعلق رکھنے والے حکومتی سرکردہ افراد اپنی گردنیں جھکائے سن رہے تھے تو اُس وقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہو رہا تھا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا:

''میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ مَیں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک مَیں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے۔ اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔''

❁ ❁ ❁ ❁

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی ایک عالَم نے آج یورپین پارلیمنٹ میں بھی پوری ہوتی دیکھی ہے اور اس تقریب میں شامل ہونے والے غیروں نے بھی برملا اس کا اظہار کیا ہے اور ان کے دل کی آواز سچے الفاظ کے ساتھ باہر نکلی ہے جس نے ہر ایک کے اندر ایک تبدیلی پیدا کر دی ہے۔

اس برملا اظہار کی چند جھلکیاں پیش ہیں:

تقریب میں شامل ہونے والوں کے تأثرات

❁ Bishop Dr. Amen Howard جو جنیوا (سوئٹزرلینڈ) سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب میں شمولیت کے لئے آئے تھے، موصوف انٹرفیتھ انٹرنیشنل کے نمائندہ اور رفاہی تنظیم Feed a Family کے بانی صدر بھی ہیں۔ خطاب سے ایک دن قبل یہ برف پر سے پھسل گئے تھے اور ان کی آنکھ پر شدید چوٹ آئی تھی جس کی وجہ سے آنکھ سوجی ہوئی تھی اس کے باوجود انہوں نے برسلز کا سفر اختیار کیا۔ پریس کانفرنس اور حضور انور کے خطاب کے بعد انہیں حضور انور سے مصافحہ کا شرف بھی حاصل ہوا۔ اُن کی خوشی دیدنی تھی۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

''یہ شخص جادوگر نہیں لیکن ان کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ لہجہ دھیما ہے لیکن ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت، شوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جرأت مند انسان مَیں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کی طرح کے صرف تین انسان اگر اس دنیا کو مل جائیں تو امن عامہ کے حوالے سے اس دنیا میں حیرت انگیز انقلاب مہینوں نہیں بلکہ دنوں کے اندر برپا ہوسکتا ہے اور یہ دنیا امن اور بھائی چارہ کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ مَیں اسلام کے بارے میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ آپ حضور کے خطاب نے اسلام کے بارے میں میرے نقطۂ نظر کو کلیۃً تبدیل کر دیا ہے''۔

❁ سوئٹزرلینڈ سے آنے والے جاپانی بدھ ازم کے نمائندہ Jorge Koho Mello جو کہ راھب بھی ہیں، حضور انور کی بارعب اور مسحور کُن شخصیت سے بہت متأثر ہوئے۔ انہوں نے اپنے تأثرات ان الفاظ میں دیئے:

''آپ کو (یعنی حضور انور کو) جو علم، دانائی اور حکمت ودیعت کی گئی ہے کاش کہ لوگ اس علم اور دانائی سے فائدہ اٹھائیں۔ آپ کا مَیں مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم لیکچر میں شامل ہونے کے لئے مجھے دعوت دی اور اس میں شامل ہونا اور حضور سے ملاقات کا موقعہ ملنا میرے لئے ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ حضور کے ساتھ ملاقات کے لمحات میرے لئے قیمتی ترین لمحات ہیں جن کو مَیں کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ مجھے یہاں دوسرے ممالک کے اہل علم لوگوں سے ملنے کا بھی موقعہ ملا جس کے لئے مَیں آپ کا ممنون ہوں''۔

❁ آنریبل Fouad Ahidar ممبر بیلجیم نیشنل پارلیمنٹ نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ حضور انور کا یورپی پارلیمنٹ میں خطاب صرف میرے لئے ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے فخر کی بات ہے۔ حضور کے خطاب نے ہمارے سر بلند کر دیئے ہیں۔

❁ وزارت داخلہ بیلجیم کے نمائندہ Jonathan Debeer نے کہا کہ حضور انور کے

خطاب نے ہم سب کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ہم نے اس سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ یہ خطاب ہم سب کے لئے انسپائرنگ ہے۔

❁ ممبر پارلیمنٹ Mr. Mass نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج ایک بہت بڑی اور اہم روحانی شخصیت یورپین پارلیمنٹ میں تشریف لائی۔ حضور نے دنیا کے لئے جو امن کا پیغام دیا ہے اور ہماری رہنمائی کی ہے اِس کے لئے ہم حضور کے بیحد شکرگزار ہیں۔

❁ ایک ممبر پارلیمنٹ Mr. Godfrey Bloom نے کہا: ''آج حضور انور کے خطاب نے ہمیں روشنی عطا کی ہے۔ مَیں اپنے سب ساتھیوں کی طرف سے حضور کا شکریہ ادا کرتا ہوں''۔

❁ ملک مالٹا (Malta) سے مکرم پروفیسر آرنلڈ کاسولہ (Prof. Arnold Cassola) صاحب اس تقریب میں شمولیت کے لئے آئے تھے۔ آپ اس وقت یونیورسٹی آف مالٹا میں بطور پروفیسر کام کر رہے ہیں اور مالٹی لٹریچر پڑھاتے ہیں۔ آپ 30 سے زائد کتب تصنیف کر چکے ہیں۔ آپ مالٹا کی تیسری سیاسی جماعت Malta Green Party کے Co-Founder ہیں اور کئی سال تک گرین پارٹی کے سربراہ رہے ہیں۔ آپ کو اٹالین پارلیمنٹ میں ممبر آف پارلیمنٹ رہنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ آپ نے یورپین پارلیمنٹ میں منعقد ہونے والی اس تقریب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

''کانفرنس کا انتظام نہایت اعلیٰ تھا یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کا بھی خاص طور پر خیال رکھا گیا اور کہیں کسی قسم کی کمی نظر نہیں آئی۔ جماعت احمدیہ کا عالمی بھائی چارہ کا تصوّر اور ماٹو 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' ایک نہایت اہمیت کا حامل تصور ہے جو تمام انسانیت کو اکٹھا کر دیتا ہے اور ہر قسم کی نسلی اور مذہبی تفریق کو الگ کر کے انسانیت کو یکجا کرنے کی ضمانت دیتا ہے۔

خلیفہ (ایدہ اللہ تعالیٰ) کی تقریر عالمی امن کے قیام کی جدوجہد کی واضح عکاسی ہے۔ درحقیقت جماعت احمدیہ دنیا کے تمام لوگوں کے لئے جو امن اور رواداری کی تلاش میں ہیں مذاکرات کا ایک اہم پلیٹ فارم مہیا کر رہی ہے، یہاں تک کہ سیاسی سطح پر بھی وہ اس معاملہ کو خوب اچھی طرح سے پیش کر رہی ہے''۔

❁ ملک مالٹا سے آنے والے ایک دوسرے مہمان مکرم اِوان بارتولو (Ivan Bartolo) صاحب تھے۔ آپ کا تعلق میڈیا سے ہے اور آپ دو پروگراموں کے پروڈیوسر اور میزبان ہیں۔ دو سال قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی لیف لیٹ سکیم کی برکت سے ان کے ساتھ رابطہ ہوا تھا۔ جب انہیں وہ لیف لیٹ ان کے گھر ملا تو وہ اس سے بہت متأثر ہوئے اور انہوں نے جماعت کے ساتھ رابطہ کیا اور جماعت کو اپنے پروگرام میں انٹرویو کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کی برکت سے ان کے ساتھ جماعت کا نہایت اچھا تعلق ہے اور وہ جماعت کو اکثر اپنے پروگراموں میں دعوت دیتے ہیں۔

مکرم اوان بارتولو صاحب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شخصیت سے بہت متأثر ہوئے اور حضور انور کے خطاب اور پریس کانفرنس کو بڑے غور سے سنا۔

موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ حضور انور کی امن کے قیام کے لئے گراں قدر خدمات کے بہت بڑے مداح ہیں اور جو کچھ حضور سے متعلق پڑھا تھا اس سے کہیں زیادہ حضور کو پایا ہے۔ حضور انور کی خدمات لازوال ہیں اور آپ کا پیغام دائمی ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کا پیغام صحیح لوگوں تک پہنچا ہے۔

کہنے لگے: ''درحقیقت عزت مآب خلیفہ امن کے عظیم سفیر ہیں اور مَیں آپ کی شخصیت اور امن اور عالمی بھائی چارہ کے لئے آپ کے مشن اور جدوجہد سے بہت متأثر ہوا ہوں''۔

برسلز میں ایک مالٹی خاتون کے ساتھ ان کی ملاقات بھی ہوئی جو کہ وہاں پر بطور مترجم کام کرتی ہیں اور جماعت کو بڑی اچھی طرح سے جانتی ہیں۔ جب ان سے ملاقات ہوئی تو اوان بارتولو صاحب نے انہیں بتایا کہ ہم ایک کانفرنس کے سلسلہ میں یہاں آئے ہیں اور کانفرنس بہت کامیاب اور منظّم تھی۔ تو وہ جلدی سے کہنے لگیں کہ یہاں پر منعقد ہونے والی کانفرنسیں کوئی زیادہ منظّم نہیں ہوتیں۔ اوان صاحب نے بتایا کہ اس کانفرنس کا انعقاد جماعت احمدیہ نے کیا تھا۔ تو اُس خاتون نے فوری جواب دیا کہ ہاں یہ بات درست ہے کہ اگر جماعت احمدیہ نے اس کا اہتمام کیا ہے تو پھر یقیناً اس کا انتظام اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ کہنے لگیں کہ مالٹا میں بھی جماعت کی کانفرنسیں اور پروگرام نہایت اعلیٰ اور منظّم ہوتے ہیں اور یہ جماعت احمدیہ کی خوبی ہے۔

اوان بارتولو صاحب نے اپنے ایک دوست کو بتایا کہ مَیں نے پریس کانفرنس کے دوران عزت مآب خلیفہ سے سوال کیا تھا تو آپ نے بڑے اچھے انداز میں میرے سوال کا جواب دیا اور بتایا کہ آپ نے پوپ کو بھی خط لکھا ہے۔ کہنے لگے ستم ظریفی یہ ہے کہ پوپ نے اس خط کا جواب بھی نہیں دیا یہاں تک کہ acknowledge بھی نہیں کیا۔ ان کا دوست بھی اس بات پر حیران ہوا کہ پوپ نے جواب تک نہیں دیا۔ پھر خود ہی اپنے دوست کو کہنے لگے کہ پوپ Ratzinger ہمیں تو بہت کچھ کہتے ہیں کہ ہم لوگ درست نہیں ہیں مگر خود اس بنیادی خلق پر بھی عمل نہیں کیا کہ خط کا جواب تک ہی دے دیتے۔

مالٹا آنے کے بعد موصوف نے جماعت کے مبلغ کو ایک انٹرویو کی دعوت دی جو کہ مؤرخہ 9 دسمبر کو ریکارڈ کیا گیا ہے اور مؤرخہ 23 دسمبر کو TV پر دکھایا جائے گا۔ اس انٹرویو میں آپ نے اس پروگرام سے متعلق بھی سوالات کئے اور کہنے لگے کہ وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب اور اس پروگرام کی تفصیلات پر مبنی 20 منٹ پر مشتمل ایک Feature بھی تیار کر کے اس انٹرویو میں دکھائیں گے۔ اس انٹرویو، فیچر اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر میں سے بعض clips بھی اس میں دکھائے جائیں گے اور ان تمام کا دورانیہ تقریباً ایک گھنٹہ ہوگا۔

اس پروگرام کے توسط سے مالٹا کے گھروں تک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام پہنچے گا۔

اس انٹرویو میں بھی بار بار انہوں نے اس کانفرنس کا نہایت اچھے الفاظ میں ذکر کیا اور کہنے لگے میرے لئے ایک اعزاز کی بات تھی کہ مَیں کانفرنس میں شامل ہوا۔ کہنے لگے میرا جماعت کے ساتھ بہت اچھا تعلق ہے اور یہ تعلق روز بروز مضبوط ہو رہا ہے اور مَیں جماعت کی سرگرمیوں اور کوششوں پر کامل ایمان اور یقین رکھتا ہوں اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میری جماعت احمدیہ مسلمہ کے ساتھ دوستی ہے۔

انٹرویو کے دوران انہوں نے ہمارے مبلغ سے سوال کیا کہ آپ کی جماعت اس قدر منظّم ہے۔ آخر یہ سب کیسے ممکن ہوتا ہے؟

مبلغ سلسلہ نے انہیں جواب دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور خلافت کی برکت ہے۔ ہم ایک امام کے پیچھے چلتے ہیں اور ہر معاملہ میں اپنے امام سے ہی راہنمائی لیتے ہیں اس لئے امام کے پیچھے چلنے سے ہماری سمت درست ہے اور یہی جماعت کی کامیابی کا راز ہے اور ہمارے منظّم ہونے کی ضمانت ہے۔

مالٹا آنے کے بعد بھی اوان بارتولو صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب دوبارہ سنا اور کہنے لگے کہ ''دوبارہ سن کر بہت اچھا لگا ہے اور حضور کے پیغام کو زیادہ گہرائی میں سمجھنے کا موقع ملا''۔ اب ہماری خواہش ہے کہ حضور مالٹا کا بھی دورہ کریں اور یہاں کے لوگوں کو بھی پیغام سے نوازیں۔

❁ ناروے سے ایک ممبر پارلیمنٹ اور کرسچن ڈیموکریٹک پارٹی کے صوبائی سیکرٹری بھی آئے تھے۔ انہوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ ''جماعت احمدیہ بہت خوش نصیب ہے کہ ان کو ایسا عظیم رہنما ملا ہے۔ حضور انور کا خطاب اور تقریب کا انتظام بہت اعلیٰ تھا۔ بغیر فعّال اور مؤثر لیڈرشپ کے ایسا ممکن نہیں ہے''۔

❁ حکومت فرانس سے وزارت داخلہ اور وزارت خارجہ کے نمائندہ Mr. Eric شامل ہوئے۔ انہوں نے حضور انور کے خطاب کے تمام اہم پوائنٹس نوٹ کئے اور کہا کہ حضور انور کے خطاب میں فرانس کے لئے بہت رہنمائی ہے۔ مَیں واپس جا کر اپنی منسٹری میں رپورٹ پیش کروں گا۔

❁ آئرلینڈ کے ایک بیرسٹر Mr. Garry O'Halloran بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب سننے کے لئے برسلز تشریف لائے۔ اس موقع پر انہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کرنے کا بھی موقع ملا۔

انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب اور اس تقریب کے متعلق اپنے تأثرات بھجواتے ہوئے لکھا کہ مَیں اس خطاب میں مدعو کئے جانے پر دلی طور پر مشکور ہوں۔ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات بھی میرے لئے ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔ پاکستان میں احمدیوں کی ہلاکتوں میں اضافہ میرے لئے انتہائی پریشانی کا باعث ہے۔ قبروں کی بے حرمتی کرنے والا حالیہ واقعہ صرف غنڈہ گردی کی ہی نہیں بلکہ انسانیت سوزی کا بھیانک پہلو ہے۔ اس قسم کے واقعات قبل ازیں روانڈا اور جرمنی میں بھی ہو چکے ہیں۔

❁ فرانس سے علاقہ Mont Le Jolie کی نائب میئر بھی اس پروگرام میں شامل ہوئیں۔ کہنے لگیں کہ مجھے حضور انور کا خطاب بہت پسند آیا۔ حضور انور نے ایک بڑا عظیم خطاب فرمایا ہے اور ساری باتیں صاف صاف بیان کر دی ہیں۔ حضور کی شخصیت سے بہت متأثر ہوں۔ حضور بہت بڑے لیڈر ہیں۔

❁ فرانس سے ایک یونیورسٹی کے پروفیسر Mr. Marco Tiani بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ وہ کہتے ہیں کہ: مَیں بہت خوش قسمت ہوں کہ مجھے حضور کی سربراہی میں یورپین پارلیمنٹ میں ہونے والے اجلاس میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ میرے لئے یہ بہت عزّت اور برکت کا باعث تھا کہ مَیں ایک حقیقی امن والے انسانی حقوق کے عظیم لیڈر اور مذہبی آزادی کے ایک حقیقی علمبردار کی موجودگی میں وہاں موجود ہوں۔ میرے لئے یہ ایک فخر کی بات ہے کہ میں ایک مردِ خدا سے ملا جو امن اور باہمی تعلقات کا ایک عظیم لیڈر ہے۔ اور ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کا نعرہ سب سے طاقتور امن کی ضمانت دینے والا ہے۔ اس نعرہ نے مجھے بہت متأثر کیا ہے۔ تمام شامل ہونے والوں کو بہت عزّت ملی ہے۔ لوگ اتنی تعداد میں تھے کہ باہر بھی کھڑے تھے۔ جب مجھے حضور سے ہاتھ ملانے کا موقع ملا تو میرے دل پر اس بات کا گہرا اثر ہے اور یہ میرے لئے باعث فخر ہے۔

❁ Mr. Christian Mirre جو چرچ آف سائینٹالوجی یورپ کے ممبر ہیں، نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ یہ ایک بہت اہم میٹنگ تھی۔ حضور انور نے اپنے خطاب میں ہم سب کو یہ پیغام دیا ہے کہ ہم سب مل کر امن کے لئے کام کریں اور آپس کی نفرتوں کو دُور کریں۔ حضور کا پیغام حکمت سے پُر تھا اور اب عالم انسانیت کے بہتر مستقبل کی ضمانت اسی پیغام پر عمل کرنے میں ہے۔

❁ Nunspeet (ہالینڈ) کے سابق میئر Mr Kees نے اپنی بیوی کے ہمراہ اس فنکشن میں شرکت کی۔ فنکشن کے بعد انہوں نے شکریہ کی جوابی میل بھجوائی اُس میں لکھتے ہیں کہ میں سب سے پہلے تو اس تقریب میں مدعو کئے جانے پر بہت خوش ہوں۔ ہم جماعت احمدیہ اور یورپین پارلیمنٹ میں منعقدہ اس تقریب سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی تقریب منعقد کرنا آجکل دنیا میں ہونے والے ظلم اور شدّت پسندی کا بہترین جواب تھا۔ یہ دنیا صرف ہماری نہیں ہے۔ ہم سب کا اس دنیا میں برابر حصہ ہے۔ بائبل اور قرآن کے مطابق اس دنیا کو آباد رکھنا ہمارا مقصد ہے۔ دنیا کا ماحول اور لوگوں کے آپس کے تعلقات بہت اہم چیز ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ اس تناظر میں 'ظلم' کی کوئی جگہ نہیں ہے لیکن ایک دوسرے کا خیال رکھنا انتہائی ضروری امر ہے۔ ہم اس دنیا اور معاشرہ پر عائد ذمہ داریوں کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ برسلز میں منعقدہ تقریب باقی دنیا کیلئے ایک اشارہ ہے۔ یہ موضوع یورپین پارلیمنٹ کے سیاسی ایجنڈا کا بھی حصہ ہے۔ امید ہے اس پہلو کو آئندہ بھی توجہ ملتی رہے گی۔ بہرحال اس تقریب کی وجہ سے اس تقریب میں شاملین، سامعین اور قارئین کا حوصلہ بلند ہوا ہے۔

انہوں نے لکھا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اور دیگر ممبرز آف یورپین پارلیمنٹ کی اس تقریب میں شمولیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ موضوع کتنا اہم ہے۔

انہوں نے بتایا کہ اس تقریب کی وجہ سے تقریب کے آخر میں مختلف ممالک مثلاً بیلجیم، برطانیہ، سپین اور ناروے وغیرہ سے آئی ہوئی سیاسی شخصیات سے بھی ملاقات کرنے کا موقع ملا۔ آپ کی جماعت کو اُن تمام لوگوں کی سپورٹ حاصل ہے جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔

تقریب کے حوالہ سے لکھا کہ ہر چیز کا انتظام بہت اعلیٰ تھا۔ اس میں شمولیت ہماری زندگی کی ایک یادگار ہے۔

❁ بہت سے ممبرانِ پارلیمنٹ نے کہا کہ اس تقریب نے غیر معمولی دلچسپی پیدا کر دی ہے اور میزبان ممبرانِ پارلیمنٹ نے کہا کہ وہ اس پروگرام کی وسعت اور غیر معمولی کامیابی پر حیران ہیں اور اس سے قبل کسی بھی پروگرام کے بارے میں اتنی کثیر تعداد میں افراد نے رابطہ کر کے تفصیلات معلوم نہیں کیں جتنی اس پروگرام کی کی گئی ہیں۔

❁ پروگرام کی آگاہی کے بارے میں ان ممبرانِ پارلیمنٹ کا کہنا تھا کہ (تمام پارلیمنٹ میں) پوسٹرز، Parliament Magazine (دو شماروں) اور MEPs کے ذریعے پارلیمنٹ مہم چلا کر اس پروگرام کی جو تشہیر کی گئی وہ بڑی کامیاب رہی۔ چند کیسز میں تو ایسا ہوا کہ بعض ممبران سے پہلا رابطہ کیا گیا تو انہوں نے پروگرام میں دلچسپی کا اظہار نہیں کیا، لیکن جب انہی ممبران کو دوسری دفعہ مل کر پروگرام میں شمولیت کا کہا گیا تو وہ بخوشی آنے کو تیار تھے اور ان کا کہنا تھا کہ اس قدر اس پروگرام کے

بارے میں باتیں سن چکے ہیں کہ اب اس پروگرام میں ضرور آئیں گے۔

❁ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے اس پروگرام کا موضوع Responding to the Challenges of Extremism سے تبدیل کر کے Message of Peace کیا تھا جو اس پروگرام کی کامیابی میں بڑا اہم ثابت ہوا۔ ایک ممبر آف پارلیمنٹ (جو اس تبدیلی کی وجہ نہیں جانتا تھا) نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ اس تبدیلی کی وجہ سے بھی پروگرام کے مقاصد اور مرکزی خیال کو مزید واضح کر دیا۔

❁ یورپین پارلیمنٹ سب کمیٹی برائے انسانی حقوق کی سربراہ (جن کو Jean Lambert ممبر آف پارلیمنٹ لندن کی وساطت سے مدعو کیا گیا تھا) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملیں اور کہا کہ وہ خود حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا پیغام اس کمیٹی کو پہنچائیں گی۔

❁ سپین سے Pedro Luis Carlavilla, Mayor of Meco شامل ہوئے تھے۔ موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں اپنی طرف سے احمدیہ مسلم جماعت کا بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے ایسا غیر معمولی موقع فراہم کیا۔ جس انداز سے احمدیہ خلیفہ نے آجکل دنیا کو درپیش مسائل کی طرف توجہ دلائی ہے وہ ہر مذہب، نسل اور ثقافت کی تفریق سے بلند تھا۔ اگر عزت مآب Pope بھی اس تقریب میں شریک ہوتے تو وہ بھی اس بات سے اتفاق کرتے جو احمدیہ خلیفہ نے بیان فرمایا۔

❁ سپین سے ایک وکیل Tina بھی اس تقریب میں شامل ہوئیں اور واپس جا کر ایک ای میل کے ذریعہ اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ: میں اس ای میل کے ذریعہ آپ کی جانب سے برسلز میں مہمان نوازی اور غیر معمولی حسنِ سلوک کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ سپین سے ساتھ آنے والے ایک احمدی دوست قمر صاحب نے کہا تھا کہ یہ دن بیمثال ہوں گے اور یقیناً وہ غلط نہ تھے۔ مجھے امید ہے کہ خدا نے چاہا تو ان دنوں میں جو آپ کی جماعت نے کام کئے ہیں وہ ضرور رنگ لائیں گے۔ ایک مرتبہ پھر میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور میں ہر طرح سے آپ سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں۔

❁ Jose Maria Alonso (یہ میڈرڈ میں Popular Party کی نمائندہ رکن اسمبلی ہیں، ان کے علاقہ Cantabria جو کہ شمالی سپین کا علاقہ ہے، سے گانگریس وومین ہیں)۔ موصوفہ نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں انتہائی مشکور ہوں۔ عزت مآب جناب خلیفہ ایک عظیم انسان ہیں جن کے وجود سے امن و سکون کی شعائیں نکلتی ہیں۔ باقی تمام احمدیوں سے مل کر بھی میرے وہی جذبات ہیں جو کہ خلیفہ سے مل کر تھے۔ یہ تمام جماعت بہت مہمان نواز اور پر امن ہے۔ وہ باتیں جو پہلے ہی میرے ذہن میں آتی تھیں کہ پاکستان میں صرف عیسائیوں پر ہی نہیں بلکہ دیگر اقلیتوں پر بھی مظالم ہو رہے ہیں، خلیفہ صاحب کی تقریر سے یہ خیالات ایک واضح رنگ اختیار کر گئیں۔ ہمیں بطور سیاستدان ان مظالم کو روکنے کے لئے مسلسل کوشش کرنی چاہئے۔ مجھے آپ کی جماعت سے اتنی واقفیت تو نہیں لیکن پھر بھی میں اپنی بساط میں آپ سے ہر قسم کا تعاون کرنے کو تیار ہوں کہ آپ کے خلاف یہ نفرت کی لہر ختم ہو، بلکہ ہر ایک مذہب کے خلاف نفرت ختم ہو۔ ہمیں اس مسئلہ کو سنبھالنا ہوگا اور کوشش کرنی ہوگی کہ یہ مسئلہ ہرگز نظر انداز نہ ہو۔ عزت مآب جناب خلیفہ کے مطابق مذاہب کا مقصد بنی نوع انسان کے مابین مصائب بڑھانا نہیں بلکہ محبت بڑھانا ہے۔

❁ Santiago Catala, Cuenca University Canon Law Professor، اس کے علاوہ بہت سی کتب لکھ چکے ہیں جن میں 'Islam In Valencia' اور 'Islamic Jurisprudence' شامل ہیں، اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: مَیں یہ الفاظ آپ سب لوگوں کے نام لکھتا ہوں جو باہم ایک احمدی فیملی بناتے ہیں۔ میرے یہ الفاظ عزت مآب خلیفہ تک پہنچائیں۔ اس کے علاوہ وہ امام جن سے عشائیہ پر ملاقات ہوئی اور وہ سپینش احباب جو ہمارے ساتھ موجود تھے، انہیں میری طرف سے شکریہ کے جذبات پہنچائیں۔ میں آپ سب سے مل کر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا ہمیں مزید ملنے کے مواقع فراہم کرے گا۔ خدا آپ پر بہت مہربان ہے، اور میں بھی خدا کے نام پر آپ کے لئے بھلائی چاہتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ آپ کو خدا دولت اور امن عطا کرے۔ میں مذہبی شخص ہوں اور بعض روحانی تجربات رکھتا ہوں۔ ایک عرصہ سے میں نے ایسا مذہبی ماحول نہیں دیکھا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ روحانی شخص وہ ہوتا ہے جو سیدھی راہ پر ہو، وہ خدا کے ساتھ ہو اور خدا اس کے ساتھ ہو۔

❁ محترمہ Rocio Lopez جو کہ سپین کی پارلیمنٹ کی ممبر ہیں اور سپین سے اس تقریب میں شریک ہوئیں۔ موصوفہ سپین کے صوبہ Toledo سے کانگریس وومین ہیں، آپ لکھتی ہیں کہ اس تقریب نے دوستی اور بھائی چارہ کے اثرات چھوڑے ہیں۔ برسلز کے اس پروگرام نے ایک متحرک جماعت کا علم دیا جو مسلسل تعمیری کاموں میں مصروف ہے۔ (constant renovation)۔ عزت مآب مرزا مسرور احمد کی قیادت میں 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' جیسے ماٹو کے تحت مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے احمدی باہم مل جل گئے ہیں۔ دنیا جو اپنے نشے میں دھت چلی جا رہی ہے اور جہاں امن اور محبت کا پیغام انتہائی اہم ہے، ایسی دنیا میں آپ لوگوں کے بارے میں جاننا ہی ایک اعزاز کی بات ہے۔ اس بات سے زیادہ کیا چیز خوبصورت ہو سکتی ہے کہ آپ کے امام سے کچھ تبادلہ خیال ہو جائے یا ان کی تشدد کے خلاف تقریر کو غور سے سنا جائے۔ میں آپ کے تصورات کی کامل تائید کرتی ہوں۔ میں اس مردِ خدا کی طرف سے عالمی انسانی حقوق کی بحالی اور دنیا میں امن کے قیام کی تمام باتوں سے اتفاق کرتی ہوں۔ میں ہمیشہ مذہب کی بنیاد پر مظالم کی مذمت کرتی رہوں گی۔ خدا آپ پر ہمیشہ مہربان رہے۔

❁ CNN کی ویب سائٹ پر ریلیجین بلاگز (Religion Blogs) والے حصہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یورپین پارلیمنٹ کے خطاب میں سے مندرجہ ذیل ارشاد بطور Quote of the Day شائع کیا گیا:

''اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ تمام دنیا باہم ایک ہو جائے۔ کرنسی کے معاملہ پر ساری دنیا کو متحد ہونا چاہئے۔ فری بزنس اور ٹریڈ میں بھی تمام دنیا کو متحد ہونا چاہئے اور freedom of movement اور امیگریشن کے متعلق ٹھوس اور قابلِ عمل پالیسیاں بنانی چاہئیں تا کہ دنیا باہم متحد ہو''۔

حق اُترتے دلوں پہ دیکھا ہے

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ دورہ یورپ کے دوران یورپین پارلیمنٹ میں بصیرت افروز خطاب، پریس کانفرنس اور ان کے غیروں پر گہرے اثرات کے ذاتی مشاہدات پر مشتمل دلی جذبات و کیفیات کا ایک اظہار)

رعب پڑتے دلوں پہ دیکھا ہے — حق اترتے دلوں پہ دیکھا ہے
اے محبت کے بادشاہ تیرا — حکم چلتے دلوں پہ دیکھا ہے
آج میری نگاہ نے تجھ کو — راج کرتے دلوں پہ دیکھا ہے
تیرے نورِ فراستانہ کی — بجلی گرتے دلوں پہ دیکھا ہے
تیری نظروں کے عین تیروں کو — جا کے لگتے دلوں پہ دیکھا ہے
تُو نے بانٹے جو پیار کے تحفے — پھول کھلتے دلوں پہ دیکھا ہے
صبحِ خوش رنگ کی امنگوں کو — رقص کرتے دلوں پہ دیکھا ہے
تیرے منشورِ امنِ عالم کو — پاؤں دھرتے دلوں پہ دیکھا ہے
تیری تعظیم میں عقیدت کے — نقش ابھرتے دلوں پہ دیکھا ہے
حسنِ اسلام کا ظفؔر نے آج — رنگ چڑھتے دلوں پہ دیکھا ہے

(مبارک احمد ظفؔر)

بیلجیم سے جرمنی کے لئے روانگی۔

'مسجد اوسنابروک' جرمنی میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یورپین پارلیمنٹ میں اس تقریب کے بعد پانچ بجے ہوٹل Radisson تشریف لے آئے۔

آج پروگرام کے مطابق بیلجیم سے جرمنی کے لئے روانگی تھی۔ جرمنی سے مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جرمنی، مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب نیشنل جنرل سیکرٹری، مکرم عبداللہ سپراء صاحب، مکرم حسنات احمد صاحب نیشنل صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی اپنے خدام کی سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ بیلجیم پہنچے تھے۔

ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے باہر تشریف لائے اور امیر صاحب جرمنی سے سفر کے تعلق میں گفتگو فرمائی اور اجتماعی دعا کروائی اور قافلہ جرمنی کے شہر اوسنابروک (Osnabruk) کے لئے روانہ ہوا۔

جرمنی کی ایک گاڑی قافلہ کو escort کر رہی تھی جبکہ باقی خدام کی گاڑیاں قافلہ کے پیچھے تھیں۔ بیلجیم سے اوسنابروک کا فاصلہ 389 کلومیٹر ہے۔ بیلجیم میں قریباً 100 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد بارڈر کراس کر کے ہالینڈ کی حدود میں داخل ہوئے اور ہالینڈ میں قریباً 195 کلومیٹر کے سفر کے بعد بارڈر کراس کر کے جرمنی کی حدود میں قافلہ داخل ہوا۔ بارڈر سے اوسنابروک قریباً 94 کلومیٹر ہے۔

چار گھنٹے کے سفر کے بعد رات ساڑھے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ''مسجد بشارت اوسنابروک'' تشریف آوری ہوئی۔ یہاں درجہ حرارت نقطہ انجماد سے نیچے تھا۔ احباب جماعت مرد و خواتین، بچے، بچیاں اپنے پیارے آقا کی آمد کے انتظار میں انتہائی محبت، فدائیت کے ساتھ حضور انور کے چہرہ مبارک کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے مسجد کے بیرونی احاطہ میں کھلے آسمان تلے کھڑے تھے۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے احباب نے اپنے ہاتھ بلند کر کے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ خواتین نے اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے السلام علیکم کہا اور شرف زیارت حاصل کیا۔

اشتیاق احمد صاحب ریجنل امیر، ساجد نسیم صاحب مبلغ سلسلہ اور رانا حفیظ احمد صاحب صدر جماعت اوسنابروک نے حضور انور کا استقبال کرتے ہوئے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہائش مسجد بشارت سے ملحقہ مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تھی۔

نو بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر مسجد بشارت میں نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

افغانستان کا فری میسن بادشاہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7رجنوری 2010ء میں مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب کے قلم سے تاریخی حقائق پر مشتمل ایک اہم مضمون شائع ہوا ہے جس میں افغانستان میں ہوگزرنے والے ایک فری میسن بادشاہ کے حوالہ سے کئی رازوں سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔

افغانستان کے بادشاہ امیر حبیب اللہ کے حکم پر 1903ء میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کو ظالمانہ طریق پر سنگسار کر دیا گیا تھا۔ امیر کے اس ظالمانہ فعل پر بہت کچھ لکھا گیا ہے اور آئندہ بھی لکھا جائے گا۔ اس واقعہ کے علاوہ بھی امیر حبیب اللہ کی شخصیت کے بارہ میں تاریخ کی کتب میں بہت کچھ لکھا گیا ہے اور مختلف زاویوں سے ان کی شخصیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ 30 ستمبر یا یکم اکتوبر 1900ء کو حضرت امّاں جانؓ نے رات کو تقریباً بارہ بجے ایک رؤیا دیکھی اور اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے توجہ کی تو آپؑ کو دو الہام ہوئے۔ ان میں دوسرا الہام تھا کہ ''فری میسن مسلّط نہیں کئے جائیں گے کہ اس کو ہلاک کریں''۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے دل میں فری میسن کے بارہ میں گزرا جن کے ارادے مخفی ہوں۔

30ستمبر 1900ء کو امیر حبیب اللہ کے والد امیر عبدالرحمٰن کا انتقال ہوا اور اسی رات امیر حبیب اللہ کو نیا امیر تسلیم کرلیا گیا اور 3اکتوبر 1900ء کو باقاعدہ رسمی تاج پوشی بھی ہوگئی۔ اس وقت بظاہر اس الہام اور امیر حبیب اللہ کے تخت نشین ہونے کا کوئی تعلق نظر نہیں آتا تھا لیکن بعد کے حالات نے بالکل اَور منظر پیش کیا اور حیران کن طور پر امیر حبیب اللہ نے خود درخواست کر کے فری میسن تنظیم کی رکنیت اختیار کی۔

مذکورہ الہام کے تقریباً چار ماہ کے بعد ملکہ وکٹوریہ کا انتقال ہوا اور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم تخت نشین ہوئے جن کا فری میسن تنظیم سے گہرا تعلق تھا۔ وہ تقریباً 25 سال سے اس تنظیم کے گرینڈ ماسٹر تھے اور اس کی سرگرمیوں میں ایک طویل عرصہ سے بھرپور انداز میں حصہ لے رہے تھے۔ بلکہ بادشاہ بننے سے پہلے ان کی متنازعہ زندگی میں واحد سنجیدہ اور مستقل چیز ان کی فری میسن تنظیم سے وابستگی نظر آتی ہے۔ عقل اس بات کو محض اتفاق تسلیم نہیں کرسکتی کہ اللہ تعالیٰ کے ایک مامور کو فری میسن تنظیم کے متعلق ایک الہام ہوتا ہے اور اسی رات ایک ایسا بادشاہ تخت نشین ہوتا ہے جو کہ بعد میں فری میسن تنظیم کا رُکن بن جاتا ہے اور احمدیوں پر ظلم کرنے میں پیش پیش رہتا ہے۔ اور اس کے چند ماہ کے بعد دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے تخت پر وہ شخص تخت نشین ہوجاتا ہے جو کہ ایک طویل عرصہ سے اس تنظیم کا سرگرم رکن بلکہ ایک طرح سے سربراہ کی حیثیت رکھتا تھا اور جس ملک میں اللہ تعالیٰ کا مامور موجود تھا وہ بھی اس وقت اسی سلطنت کے ماتحت تھا۔

اکتوبر 1902ء میں ہندوستان میں ایک اہم فری میسن کچنر (Kitchner) کو ہندوستان میں ایک اہم عہدہ پر یعنی سلطنت برطانیہ کا کمانڈرانچیف مقرر کردیا گیا۔ کچنر 33 سال کی عمر میں فری میسن تنظیم کے رکن بنے تھے اور انہیں مصر اور سوڈان کا ڈسٹرکٹ گرینڈ ماسٹر بھی مقرر کیا گیا تھا۔ سوڈان میں انہوں نے مہدی سوڈانی کے خلیفہ کی فوجوں کو شکست دے کر مہدی سوڈانی کی بنائی ہوئی حکومت بھی ختم کردی تھی۔ اس مہم میں مہدی سوڈانی کے ہزاروں پیروکار مارے گئے تھے اور فتح کے بعد مہدی سوڈانی کی قبر بھی اکھیڑ دی گئی تھی۔ اس کے بعد کچنر فوجی خدمات سرانجام دینے کے لئے جنوبی افریقہ گئے اور وہاں بھی فری میسن تنظیم کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے اور اکتوبر 1902ء میں انہیں ہندوستان میں موجود افواج کا کمانڈرانچیف بنا دیا گیا۔ یہاں پر بھی وہ فری میسن تنظیم کی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے رہے اور صوبہ پنجاب کے ڈسٹرکٹ گرینڈ ماسٹر بھی بنے۔

جب کچنر ہندوستان میں پہنچے تو اس وقت کرزن (Curzon) ہندوستان میں وائسرائے تھے۔ کچھ عرصہ بعد کچنر اور کرزن میں اختلافات شروع ہوئے اور انجام یہ ہوا کہ کرزن کو 1905ء میں مستعفی ہونا پڑا اور حکومت برطانیہ نے ان کی جگہ لارڈ منٹو کو وائسرائے مقرر کردیا۔ وہ پہلے کینیڈا کے گورنر جنرل کے منصب پر کام کرتے رہے تھے۔ اس طرح ان چند سالوں میں ہندوستان پر حکمران بادشاہ فری میسن بن گیا، ہندوستان کا وائسرائے فری میسن مقرر ہوا اور ہندوستان کی انگریز فوج کا کمانڈرانچیف فری میسن بن گیا۔

افغانستان میں امیر حبیب اللہ کے امیر بننے سے قبل یہاں کے امیر عبدالرحمٰن کا سلطنت برطانیہ کے ساتھ ایک معاہدہ 1893ء میں ہوا تھا جس کی رو سے یہ طے ہوا تھا کہ حکومتِ برطانیہ کی طرف سے امیر عبدالرحمٰن کو ملنے والے 6 لاکھ روپے سالانہ وظیفہ کو بارہ لاکھ روپے کردیا جائے گا اور حکومتِ برطانیہ انہیں اسلحہ خریدنے میں مدد بھی دے گی۔ جب 1900ء میں امیر حبیب اللہ تخت نشین ہوئے تو ہندوستان کے وائسرائے لارڈ کرزن کا یہ موقف تھا کہ انگریز حکومت اور امیر عبدالرحمٰن کے مابین ہونے والا معاہدہ امیر کی موت کے ساتھ ختم ہوگیا ہے کیونکہ وہ معاہدہ امیر عبدالرحمٰن کی ذات کے ساتھ تھا۔ جبکہ امیر حبیب اللہ کا اصرار تھا کہ یہ معاہدہ قائم ہے اور وہ بھی مذکور مراعات کے حقدار ہیں۔ دراصل اس معاہدہ کے ساتھ انگریز حکومت کی حفاظت کے علاوہ کافی خطیر وظیفہ بھی منسلک تھا اور امیر حبیب اللہ اس سے ہاتھ دھونا نہیں چاہتے تھے۔ لارڈ کرزن کا اصرار یہ تھا کہ امیر حبیب اللہ ہندوستان آئیں تو ان سے ازسرنو معاہدہ کیا جائے۔ وقت کے ساتھ ہندوستان کی انگریز حکومت کو احساس ہوا کہ شاید ان حالات میں امیر حبیب اللہ کے لئے افغانستان سے ہندوستان آنا مشکل ہو، چنانچہ سرلوئیس ڈین (Dane) کو مذاکرات کے لئے نومبر 1904ء میں افغانستان بھجوایا گیا۔ مذاکرات میں امیر نے اعتراف کیا کہ انہیں اندازہ ہے کہ وہ اکیلے روسی عزائم کا مقابلہ نہیں کرسکتے اور کم ازکم روس کے ساتھ افغانستان کی سرحد کی حفاظت سلطنتِ برطانیہ کو کرنی پڑے گی۔ البتہ وہ پشاور سے کابل تک ریلوے لائن بچھوانے کے حق میں نہیں تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اس سے افغان عوام میں یہ تأثر پڑے گا کہ افغانستان کے دل میں نیزے کا رُخ کیا جارہا ہے۔ البتہ وہ اس کے متبادل راستے تجویز کررہے تھے۔ امیر حبیب اللہ اور ان کے مشیر روس کے خلاف انگریز حکومت سے وسیع تر عسکری تعاون کے لئے کوشاں تھے لیکن وائسرائے لارڈ کرزن کوئی زیادہ مثبت رویہ نہیں دکھا رہے تھے۔ ان کا اصرار تھا کہ جب امیر حبیب اللہ ہندوستان آئیں گے تو ان امور پر غور کیا جائے گا۔ بہرحال انگریز حکومت اور امیر حبیب اللہ کے مابین معاہدہ ہوگیا اور انگریز حکومت نے یہ عندیہ بھی دے دیا کہ گزشتہ چند سال سے امیر حبیب اللہ کو جو وظیفہ نہیں ملا تھا اس کے بقایا جات انہیں دے دیئے جائیں گے۔

1905ء میں لارڈ کرزن کی جگہ منٹو کو وائسرائے مقرر کیا گیا۔ منٹو بھی کچنر کی طرح فری میسن تھے۔ منٹو کو افغان حکومت کی طرف سے یہ عندیہ دیا گیا کہ اگر امیر حبیب اللہ کو ہندوستان کے دورہ کی دعوت دی گئی تو وہ اسے قبول کرلیں گے۔ چنانچہ وائسرائے منٹو کی طرف سے امیر حبیب اللہ کو ہندوستان کے دورہ کی دعوت دی گئی جو کہ انہوں نے قبول کرلی۔ 2رجنوری 1907ء میں امیر حبیب اللہ لنڈی کوتل کے راستے ہندوستان میں داخل ہوئے۔ ان کا استقبال 31 توپوں کی سلامی سے ہنری میکموہن (Henry McMohan) نے کیا۔ ہنری میکموہن بھی فری میسن تنظیم کے سرگرم رکن تھے اور انہوں نے 1908ء میں کوئٹہ میں فری میسن تنظیم کی لاج (Lodge) بھی قائم کی تھی (Lodge فری میسن تنظیم کے مقامی مرکز کو کہا جاتا ہے)۔ اور اس سے پہلے میکموہن 1903ء میں افغانستان کا دورہ کر چکے تھے تاکہ افغانستان اور ایران کے درمیان سرحد بندی کے کام میں اہم کردار ادا کریں۔ جب حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کو امیر حبیب اللہ کے حکم پر سنگسار کیا گیا تو اس وقت میکموہن افغانستان اور ایران کی سرحد پر یہ اہم مشن سرانجام دے رہے تھے اور اس سے پہلے وہ ہندوستان اور افغانستان کی سرحد پر ڈیورنڈ لائن کی سرحد بندی میں بھی اہم کردار ادا کر چکے تھے اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ نے بھی اس سرحد بندی کے کام میں حصہ لیا تھا۔ ہنری میکموہن نے بعد میں تبت اور ہندوستان کے مابین سرحد بندی کا اہم کام بھی کیا تھا۔ جس وقت امیر حبیب اللہ نے ہندوستان کا دورہ کیا اس وقت ہنری میکموہن بلوچستان کے چیف کمشنر تھے اور امیر حبیب اللہ کے دورۂ ہندوستان کے جملہ انتظامات ان کے سپرد تھے۔

دورہ کے آغاز میں ہی امیر حبیب اللہ نے میکموہن سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ فری میسن بننا چاہتے ہیں۔ میکموہن کے بقول اُن کے اس اظہار نے مجھے حیران کردیا اور مَیں نے اس معاملہ میں امیر کی کوئی حوصلہ افزائی نہیں کی لیکن وہ بار بار اپنے اس اصرار کو دہراتے رہے اور بار بار میکموہن سے درخواست کرتے رہے کہ وہ اس معاملہ میں ان کی مدد کریں اور اس کے ساتھ امیر کا یہ اصرار بھی تھا کہ یہ سب کچھ خفیہ ہو اور اس خبر کو منظرِ عام پر نہ لایا جائے حتیٰ کہ ان کے ہمسفروں کو بھی اس کی کچھ خبر نہیں ہونی چاہئے۔

چونکہ یہ پہلی مرتبہ تھا کہ امیر حبیب اللہ اپنے ملک سے باہر نکلے تھے اس لئے اُن کی خواہش حیران کُن تھی۔ میکموہن نے امیر سے دریافت کیا کہ انہیں فری میسن بننے کا خیال کیسے آیا۔ میکموہن کے مطابق اس کا جواب امیر نے صرف یہ دیا کہ وہ کچھ ایسے لوگوں سے مل چکے ہیں جو کہ اس تنظیم کے رکن تھے اور انہوں نے ان اشخاص کو بہت اچھا انسان پایا اور وہ جانتے ہیں کہ فری میسن ایک اچھی تنظیم ہے۔ وہ عملی فری میسنری (operative freemasonry) کے متعلق کچھ نہ کچھ علم ضرور رکھتے تھے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ بآسانی بعض پرانی اور تاریخی عمارات میں ایسی علامات کو پہچان لیتے تھے جنہیں فری میسن اپنی علامات کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

جب امیر حبیب اللہ کا اصرار بڑھا تو میکموہن نے اس بارے میں کچنر سے رابطہ کیا جو کہ پنجاب میں فری میسن تنظیم کے ڈسٹرکٹ گرینڈ ماسٹر تھے اور ہندوستان میں انگریز افواج کے کمانڈرانچیف بھی تھے۔ کچنر نے اس مسئلہ پر برطانیہ کے بادشاہ جارج ہفتم کے بھائی ڈیوک آف کوناٹ (Duke of Connaught) سے رابطہ کیا جو کہ اپنے بھائی جارج ہفتم کے بادشاہ بننے کے بعد سے انگلستان کی یونائیٹڈ گرینڈ لاج کے گرینڈ ماسٹر تھے۔ یہ اس وقت سیلون کا دورہ کررہے تھے۔ ڈیوک آف کوناٹ نے اس بات کی اجازت دیدی کہ امیر حبیب اللہ کو فری میسن تنظیم کے رکن کے طور پر قبول کیا جائے اور اس بات کی اجازت بھی دیدی کہ انہیں پہلے تین مدارج ایک ساتھ ہی دیدیئے جائیں۔ واضح رہے کہ اس تنظیم میں 33 مدارج ہیں۔

یہ فیصلہ کیا گیا کہ جب امیر اس دورہ کے دوران کلکتہ جائیں گے تو انہیں فری میسن بنایا جائے گا اور یہ اہتمام بھی کرنا تھا کہ یہ سب کچھ خفیہ ہو اور کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہو۔ اس کام کے لئے 2 فروری کی تاریخ کا انتخاب کیا گیا۔ جس لاج میں امیر حبیب اللہ کو فری میسن بنائے جانے کی رسومات ادا کی جانی تھیں اس کا نام Lodge Concordia تھا اور اس وقت اس کے تمام ممبران انگریز تھے۔ اس تقریب کے لئے ایک خفیہ دعوت نامہ جاری کیا گیا جو کہ ایک دو ورقہ پر ہاتھ سے لکھا ہوا تھا اور اس دعوت نامہ کو جاری کرنے والے اس لاج کے سیکریٹری Arthur Luckman تھے اور اس دعوت نامہ کے اوپر لکھا گیا تھا:

'Most Strictly Private & Confidential to the Members of the Lodge'

اور نیچے لکھا گیا تھا کہ یہ میٹنگ بروز ہفتہ 2رفروری 1907ء کو رات کو ساڑھے نو بجے فری میسن ہال 54 پارک سٹریٹ میں ہوگی۔ اور دوسرے ورقہ پر لکھا گیا تھا کہ اس میٹنگ کا ایجنڈا یہ ہے کہ امیر حبیب اللہ کو فری میسن بنانے کی رسومات ادا کی جائیں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10ردسمبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرم ناصر احمد سید صاحب کے کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

آنکھیں ٹھنڈی چھایا ہیں اور چہرہ جس کا نُور
سدا بہار تبسم جس پہ رہتا ہے مستور
اس کے چاہنے والوں کو راس نہیں کچھ اَور
اس کے پیار کا ساغر ہو تو پیاس نہیں کچھ اَور
اس کے ساتھ چمٹ کے رہنا ہے وجہِ توقیر
ایک دعا کا چشمہ ہے وہ رحمت کی زنجیر
زندہ کرتا جاتا ہے وہ سب مُردہ اجسام
اُس کے گرد اکٹھی ہیں اب دنیا کی اقوام
نام زباں پر ایک ہی آتا ہے حضرت مسرور

گی اور دلچسپ بات یہ ہے کہ امیر کو فری میسن بنانے کے تجویز کنندہ کے طور پر کچنر کا نام لکھا ہوا تھا۔ (اس دعوت نامے کا عکس انٹرنیٹ پر موجود ہے)۔

اس روز کچنر نے امیر حبیب اللہ کو رات کے کھانے پر مدعو کیا اور امیر اس دعوت پر اکیلے گئے۔ کھانے کے بعد خفیہ طریق پر امیر کو فری میسن ہال لے جایا گیا۔ اور وہاں پر رسومات کا آغاز کیا گیا جو کہ رات بارہ بجے تک جاری رہیں۔ میکموہن تحریر کرتے ہیں کہ امیر اس دوران ان تمام رسومات کا مطلب جاننے کے لئے سوالات کرتے رہے اور میکموہن نے ان کے ترجمان کے فرائض ادا کئے۔ رسومات کے اختتام پر کچنر نے فری میسن تنظیم کی افادیت پر لیکچر دیا۔ رات گئے امیر حبیب اللہ اپنی قیامگاہ پر پہنچے۔

اُس وقت تو یہ خبر خفیہ ہی رہی لیکن جب امیر حبیب اللہ افغانستان واپس پہنچ گئے تو کسی نامعلوم شخص نے یہ افواہ اڑا دی کہ امیر فری میسن بن گئے ہیں۔ اس پر وہاں کے مولوی حضرات نے امیر کے خلاف شور مچا دیا۔ امیر حبیب اللہ نے بڑے بڑے مولوی حضرات کو دربار میں بلایا اور کہا کہ وہ فری میسن ہیں اور انہیں اپنے فری میسن ہونے پر فخر ہے۔ اور اب کسی مولوی نے اس بات پر تنقید کی تو اسے اس کی قیمت اپنے سر کی صورت میں ادا کرنی پڑے گی۔ میکموہن کا خیال تھا کہ یہ فری میسن بننے کی وجہ سے تھا کہ امیر حبیب اللہ کی برطانیہ دوستی میں اضافہ ہوا اور جب پہلی جنگ عظیم کے دوران بار بار ترکی اور جرمنی کی طرف سے انہیں پیغام بھجوائے گئے کہ وہ برطانیہ کے خلاف جنگ میں ان کے ساتھی بن کر شامل ہوں تو انہوں نے انکار کر دیا۔

7؍مارچ 1907ء کو امیر حبیب اللہ واپس افغانستان میں داخل ہوئے تھے اور انہیں لنڈی کوتل میں الوداع کہنے کے لئے میکموہن خود آئے تھے اور جب ان سے رخصت ہونے کے لئے امیر حبیب اللہ ان سے گلے ملے تو شدت جذبات سے امیر کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

19؍مارچ 1907ء کو حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں یہ ذکر آیا کہ افغانستان کے لوگ امیر حبیب اللہ کے فری میسن بن جانے کے سبب ناراض ہیں۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ’’اس ناراضگی میں وہ حق پر ہیں کیونکہ مؤحد اور سچا مسلمان فری میسن میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اس کا اصل شعبہ عیسائیت ہے اور بعض مدارج کے حصول کے واسطے کھلے طور پر بپتسمہ لینا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں داخل ہونا ایک ارتداد کا حکم رکھتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم 187)

گو کہ پرچار یہی کیا جاتا ہے کہ فری میسن ہونے کے لئے صرف خدا کے وجود پر ایمان لانا ضروری ہے اور کسی خاص مذہب سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور ہر مذہب سے وابستہ شخص فری میسن بن سکتا ہے لیکن دراصل ایسا نہیں ہے۔ چنانچہ اُس دَور میں فری میسن تنظیم کی تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ وہ تھا جب فری میسن تنظیم کے وہ دو حصے جو کہ علیحدہ تھے یکم دسمبر 1813ء کو متحد ہوئے اور اس طرح دو Grand Lodges of England نے مل کر United Grand Lodge of England بنائی۔ اس عمل میں برطانیہ کے شاہی خاندان کے کئی افراد اور خود ملکہ وکٹوریہ کے والد نے بھی اہم کردار ادا کیا تھا۔ جب باقاعدہ طور پر اس اتحاد کی رسومات ادا کی جارہی تھیں تو اس وقت جو دعا پڑھی گئی اس کے الفاظ یہ تھے:

May the Great Architect of the Universe enable us to uphold the grand edifice of Union, of which the ark of the covenant is the symbol, which shall contain within the instrument of our brotherly love, and bear upon it the Holy Bible, square and compass, as the light of our faith and the rule of works. May He dispose our hearts to make it perpetual.

یعنی کائنات کا عظیم معمار ہمیں توفیق دے کہ ہم اتحاد کی اس عظیم عمارت کو قائم رکھیں، عہد کا صندوق جس کی علامت ہے جس کے اندر ہماری برادرانہ محبت کی علامات موجود ہیں اور اس پر مقدس بائبل، Square اور قطب نما کا سایہ رکھے۔

اس کے علاوہ فری میسن تنظیم سے تعلق رکھنے والے کئی مصنفین نے لکھا ہے کہ فری میسنوں کی اہم تقریبات میں بائبل کی دعائیں اور عبارات پڑھنا ضروری ہے۔ فری میسنوں کی نئی lodge کی افتتاحی تقریب کے دوران کی جانے والی دعاؤں میں خدا کو بائبل کی طرز پر Lord God of Israel کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسی طرح اس تقریب میں زبور کی دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور اس تقریب میں بائبل کی کتاب نحمیاہ کی یہ عبارت پڑھی جاتی ہے: ’’کیونکہ بنی اسرائیل اور بنی لاوی اناج اور مے اور تیل کی اُٹھائی ہوئی قربانیاں ان کوٹھڑیوں میں لایا کریں گے جہاں مقدس کے ظروف اور خدمت گزار کاہن اور دربان اور گانے والے ہیں اور ہم اپنے خدا کے گھر کو نہیں چھوڑیں گے‘‘۔ (نحمیاہ باب 10 آیت 39)

پھر اس موقع پر بائبل کی کتاب خروج کے باب 30 کا وہ حصہ پڑھا جاتا ہے جس میں اس تیل کے تیار کرنے کا نسخہ لکھا ہوا ہے جسے مختلف رسومات کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اور بائبل کی کتاب احبار کا یہ جملہ بھی دعاؤں کے دوران پڑھا جاتا ہے:

’’اور تو اپنی نذر کی قربانی کے ہر چڑھاوے کو نمکین بنانا اور اپنی کسی نذر کی قربانی کو اپنے خدا کے عہد کے نمک کے بغیر نہ رہنے دینا۔ اپنے سب چڑھاووں کے ساتھ نمک بھی چڑھانا‘‘۔ (احبار باب 2 آیت 13)

ایک Lodge کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے جو رسومات ادا کی جاتی ہیں ان میں یہ مکالمہ بھی شامل ہے: ’’اگر بنیادیں تباہ کر دی جائیں تو راستباز کیا کریں؟ اس کی بنیادیں مقدس پہاڑیوں پر ہیں۔ خداوند صیہون کے ابواب کو یعقوب کی تمام رہائشگاہوں سے زیادہ پسند کرتا ہے‘‘۔ اور جب فری میسنوں کی عمارت کا نقشہ پیش کیا جاتا ہے تو اس موقع پر صداقت کی علامت کے طور پر شراب پیش کی جاتی ہے اور اس شراب کو بنیاد کے پتھر پر انڈیلا جاتا ہے اور پھر بائبل کی کتب گنتی اور خروج کی عبارات پڑھی جاتی ہیں۔

مندرجہ بالا حقائق کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اس تنظیم میں کس مذہب کی چھاپ حاوی ہے۔ گو اعلان یہی ہے کہ اس تنظیم کے دروازے سب مذاہب کے لوگوں کے لئے کھلے ہیں۔

ان حقائق کو پڑھتے ہوئے یہ سوال ضرور اُٹھتا ہے کہ امیر حبیب اللہ ہندوستان کے دورہ پر آئے تو یہ پہلی مرتبہ تھا کہ وہ اپنے ملک سے باہر نکلے ہوں اور اُس دور میں عموماً افغانستان میں زیادہ غیر ملکیوں کی آمد نہیں رہتی تھی۔ اگر میکموہن کا کہنا درست ہے کہ امیر حبیب اللہ نے بیان کیا تھا کہ وہ پہلے کچھ فری میسنز سے ملے تھے اور ان سے متاثر ہوئے تھے۔ حالانکہ جب انہوں نے ہندوستان کا دورہ کیا تو اس وقت تو فری میسن تنظیم کا افغانستان میں کوئی وجود نہیں تھا۔ تو کیا اس سے پہلے کبھی فری میسن تنظیم کی کوئی Lodge افغانستان میں قائم رہ چکی تھی؟ یہ جاننے کے لئے ہم نے Library and Museum of Freemasonry London سے رابطہ کیا۔ ان کے اسسٹنٹ لائبریرین Peter Aitkenhead نے یہ معلومات مہیا کیں کہ تاریخ میں ایک ہی مرتبہ افغانستان میں جون 1880ء میں فری میسن تنظیم کی کوئی Lodge قائم ہوئی تھی۔ کابل کی اس Lodge کے سب ممبران انگریز تھے۔ اس لاج کا نام Seaforth Lodge تھا۔ اس وقت انگریز افواج کابل میں موجود تھیں اور یہ Lodge اکتوبر 1881ء تک وہاں کام کرتی رہی۔ پھر جب انگریز افواج کابل سے رخصت ہوئیں تو اس لاج کو بھی ختم کر دیا گیا۔ اس لاج کا نمبر 1866 تھا اور اسے پنجاب کی فری میسن تنظیم کے گرینڈ ماسٹر کی اجازت سے قائم کیا گیا تھا۔ اس کے اجلاس کابل کے Sherpore Club میں ہوتے تھے۔ اس لاج کے ماسٹر Stewart Mackenzie تھے۔

اسسٹنٹ لائبریرین Peter نے ہمیں اس لاج کے رجسٹر کی فوٹو کاپی بھی مہیا کی جس میں لاج کے ممبران کے نام لکھے گئے تھے۔ اس لاج کے بانی اراکین 12 تھے جن میں 9 وہاب لاج (Benevolent Lodge) جس کا نمبر 988 تھا سے افغانستان آئے تھے۔ اس وقت یہ لاج سیالکوٹ میں قائم تھی اور ایک ایک بانی ممبر Charity Lodge انبالہ، Indus Lodge ڈیرہ اسماعیل خان اور St. John The Evangelist Lodge میاں میر لاہور سے افغانستان منتقل ہوئے تھے۔ سب اراکین انگریز فوجی تھے اور کوئی مقامی اس کا ممبر نہیں تھا۔ رجسٹر میں 74 مزید اراکین کے نام بھی درج ہیں۔ اس بات کا امکان کہ امیر حبیب اللہ اس لاج کی سرگرمیوں سے متاثر ہوئے ہوں کم ہے کیونکہ اس وقت ان کی عمر صرف دس سال تھی۔ اس بات کے بھی کوئی شواہد نہیں ملتے کہ خود امیر حبیب اللہ نے افغانستان میں کوئی لاج قائم کرنے کی کوشش کی ہو۔

تاہم امیر حبیب اللہ کی شخصیت کے متعلق یہ اہم بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ وہ خود درخواست کر کے اور اصرار کر کے فری میسن تنظیم کے رکن بنے تھے اور اس تنظیم کی سرگرمیاں زیادہ تر خفیہ ہی رکھی جاتی ہیں لیکن ان پر ہمیشہ سے مسلمانوں کی مخالفت اور ان کے مفادات کو نقصان پہنچانے کا الزام لگتا رہا ہے۔ اگرچہ انہوں نے کبھی اس الزام کو تسلیم نہیں کیا۔

محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ
زوجہ حضرت بابو وزیر محمد صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 2؍جنوری 2010ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ زوجہ حضرت بابو وزیر محمد صاحبؓ کا مختصر ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت مولوی محمد علی صاحبؓ بدوملہوی مخلص اور فدائی صحابی اور مربی سلسلہ تھے جنہوں نے 1898ء میں احمدیت قبول کی اور 30؍اپریل 1933ء کو بعمر تقریباً 72 سال وفات پا کر بہشتی مقبرہ قادیان میں جگہ پائی۔ ان کی اہلیہ حضرت حسین بی بی صاحبہ بھی بیحد مخلص تھیں۔ ان کی بڑی صاحبزادی حضرت سعیدہ بیگم صاحبہ قریباً 1900ء میں پیدا ہوئیں اور نہایت نیک ماحول میں پرورش پائی۔ 1913ء میں حضرت بابو وزیر محمد صاحبؓ آف لاہور کے رشتہ زوجیت میں آئیں۔ شادی کے بعد لاہور آ کر لجنہ کو منظّم کیا۔ آپ لجنہ لاہور کی ابتدائی خواتین میں سے تھیں۔ آپ کے والد جب لاہور تشریف لے جاتے تو اُن سے بھی لجنہ کے تربیتی اجلاسات میں تقاریر کرواتیں اور اس کی رپورٹ مرکز میں بھجواتیں۔ رسالہ ’’مصباح‘‘ کے ابتدائی پرچوں میں آپ کی بعض رپورٹس شائع شدہ ہیں۔

1923ء میں جب علاقہ ملکانہ میں ارتداد کا شور اٹھا تو احمدی مردوں نے خدمت کے میدان میں ایک تاریخی اور قابل تعریف کردار ادا کیا۔ ایک دن حضرت سعیدہ بیگم صاحبہ نے ایک اخبار میں کچھ عورتوں کے مرتد ہونے کی خبر پڑھی جسے پڑھ کر آپ کی طبیعت میں سخت قلق پیدا ہوا اور آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں لکھا: ’’ادب کے بعد گزارش ہے کہ عاجزہ نے پرچہ اخبار زمیندار میں پڑھا ہے کہ بیس مسلمان عورتیں ہندو ہو چکی ہیں...... عاجزہ کی عرض ہے کہ یہ واقعہ پڑھ کر میرے دل کو سخت چوٹ لگی ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اسی وقت اڑ کر چلی جاؤں اور ان کو جا کر تبلیغ کروں، اگر حضور پسند فرماویں اور حکم دیں تو عاجزہ تبلیغ کے واسطے تیار ہے...... آپ قادیان سے ہی میرے ساتھ ایسی بہن بھیج دیں کہ خوب دین کا جوش رکھتی ہوں، جس طرح آپ فرماویں گے اسی طرح تعمیل کروں گی‘‘۔ اس خط سے آپ کی دینی حمیت اور جوش تبلیغ کا پتہ لگتا ہے۔ یہ خط اخبار الفضل میں شائع کروا دیا گیا۔ آپ کے والد محترم نے جب یہ عریضہ اخبار میں پڑھا تو ان کا دل اپنی اس نیک بخت بیٹی کے قابل رشک جذبات کو دیکھ کر خدا کے حضور سجدۂ شکر سے جھک گیا اور انہوں نے حضورؓ کی خدمت میں لکھا: ’’......عزیزہ سعیدہ کا خط پڑھ کر مجھے رقّت پیدا ہو گئی اگرچہ عزیزہ نے حضور کی خدمت میں اس عریضہ کے لکھنے کی نسبت اور اپنی محبت اور شوق خدمت اور جوش تبلیغ کے متعلق زبانی بھی میرے پاس ذکر کیا تھا مگر اخبار میں پڑھ کر دل خدا کی عظمت میں اس کی حمد بجا لایا......‘‘۔

محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ نے 29 مارچ 1945ء کو بعمر 45 سال وفات پائی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ آپ کی اولاد میں تین بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ محترم میاں عبدالحئی صاحب سابق مبلغ انڈونیشیا آپ کے بڑے بیٹے تھے۔

محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ کے خاوند حضرت بابو وزیر محمد صاحبؓ ولد حافظ غلام محمد صاحب آف لاہور دسویں جماعت پاس کر کے پوسٹ ماسٹر جنرل کے دفتر میں ملازم ہوئے۔ نہایت مخلص احمدی تھے۔ دمہ کی وجہ سے جلد ریٹائرمنٹ لے کر بقیہ عمر قادیان میں گزاری۔ 27؍نومبر 1935ء کو وفات پا کر بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 8؍دسمبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب کے کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

خدا خلیفہ جسے بناتا ہے
اس کو حکمت وہ خود سکھاتا ہے
اس کی باتوں سے پھول جھڑتے ہیں
اس کا خطبہ دلوں کو بھاتا ہے
نُور مولیٰ سے اُس کا چہرہ بھی
جب بھی دیکھو وہ جگمگاتا ہے
وہ دعاؤں کا اِک خزانہ ہے
جس سے مومن بھی فیض پاتا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

11th January 2013 – 17th January 2013

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 11th January 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	Huzoor's Tours
02:00	Roohani Khazaa'en Quiz
02:30	Japanese Service
03:00	Tarjamatul Qur'an Class
04:00	Kasre Saleeb: Urdu discussion on the true mission of the Promised Messiah (as).
04:55	Liqa Ma'al Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Qur'an
06:50	Huzoor's Tours: Visit to Birmingham, UK.
07:20	Siraiki Service
08:20	Rah-e-Huda
10:00	Indonesian Service
11:00	Fiq'ahi Masa'il
11:45	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:05	Seerat-un-Nabi (saw): a discussion in Urdu
13:00	Live Friday Sermon
14:15	Yassarnal Qur'an
14:30	Bengali Reply to Allegations
15:40	Braheen-e-Ahmadiyya: An Urdu discussion on the book written by the Promised Messiah (as)
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:35	Huzoor's Tours:Birmingham, UK [R]
19:15	Real Talk: An English discussion programme
20:25	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:15	Rah-e-Huda [R]

Saturday 12th January 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:35	Yassarnal Qur'an
01:05	Huzoor's Tours: Visit to Birmingham, UK
01:35	MTA Travel: A visit to Marrakech, Morocco
02:15	Friday Sermon: recorded on 11th January 2013
03:30	Rah-e-Huda
05:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd May 1995
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana UK: Address delivered by Huzoor from the Ladies' Jalsa Gah on 28th June 2008.
08:00	International Jama'at News
08:35	Question & Answer Session: 3rd December 1995, Part 2.
09:40	Indonesian Service
10:40	Friday Sermon: Rec. on 11th January 2013
11:55	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:05	Story Time
12:30	Al Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme
14:10	Bangla Shomprochar
15:15	Spotlight
16:00	Live Rah-e-Huda: a live interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community.
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	MTA World News
18:20	Jalsa Salana UK 2008 [R]
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:35	Story Time [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday 13th January 2013

00:15	MTA World News
00:35	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:10	Al-Tarteel
01:40	Jalsa Salana UK 2008
02:45	Friday Sermon [R]
03:50	Spotlight
04:25	MTA Travel: A visit to Cordoba, Spain
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd May 1995
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class: Recorded on 26th April 2009.
08:05	Faith Matters
09:00	Question and Answer Session: English Q& A recorded on 8th December 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 4th May 2012.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Friday Sermon [R]
14:10	Bengali Reply to Allegations
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
16:25	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
17:00	Kids Time
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
19:30	Live Beacon of Truth
20:40	Discover Alaska: An English documentary
21:25	Attributes of Allah: Ar Rahman
22:00	Friday Sermon: Rec. on 11th January 2013
23:10	Question and Answer Session [R]

Monday 14th January 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:45	Yassarnal Qur'an
01:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class: Rec. on 26/04/2009
02:05	Discover Alaska: An English documentary
02:35	Friday Sermon: Recorded on 11/01/2013
03:45	Real Talk: English discussion programme
04:45	Liqa Ma'al Arab: Rec. on 4th May 1995
06:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi (saw)
06:30	Al-Tarteel
06:55	Huzoor's Address: An address delivered at Roehampton University on 16th April 2007.
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
09:00	Rencontre Avec Les Francophones
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon rec. on 26th October 2012.
11:10	MTA Variety: Marvellous Marble
11:55	Tilawat & Dars
12:35	Al-Tarteel
13:05	Friday Sermon: Recorded on 23rd March 2007
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	MTA Variety: Marvellous Marble [R]
15:35	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Address
19:30	Real Talk
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	MTA Variety: Marvellous Marble [R]
23:40	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal

Tuesday 15th January 2013

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:30	Insight
00:45	Al Tarteel
01:15	Friday Sermon: recorded on 23rd March 2007
02:05	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
02:30	Kids Time: Programme No. 11.
03:00	Friday Sermon recorded on 23rd March 2007
03:50	MTA Variety: Marvellous Marble
04:30	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
04:55	Liqa Ma'al Arab: recorded on 11th May 1995
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Jalsa Salana UK 2008: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 27th July 2008.
08:00	Insight: recent news in the field of science
08:30	Wildlife: Seagulls
09:00	Question & Answer Session: English question and answer recorded on 8th December 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday Sermon recorded on 23rd December 2011.
12:05	Tilawat & Insight
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Real Talk
14:00	Bangla Shomprochar
15:15	Spanish Service
16:00	Ilmul Abdaan
16:30	Seerat-un-Nabi (saw)
17:10	Le Francais C'est Facile
17:40	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:30	Jalsa Salana UK 2008 [R]
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 11th January 2013.
20:35	Insight: recent news in the field of science
21:00	Ilmul Abdaan [R]
21:45	Wildlife: Seagulls [R]
22:15	Seerat-un-Nabi (saw)
23:00	Question and Answer Session [R]

Wednesday 16th January 2013

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:10	Jalsa Salana UK 2008
02:25	Le Francais C'est Facile
03:00	Wildlife: Seagulls
03:30	Ilmul Abdaan
04:10	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
04:45	Liqa Ma'al Arab: Rec. on 16th May 1995
06:00	Tilawat & Dars
06:40	Al-Tarteel
07:10	Jalsa Salana Canda 2008: Concluding Address
08:05	Real Talk
09:05	Question & Answer Session: Urdu Q&A.
10:00	Indonesian Service
10:55	Swahili Service
12:00	Tilawat & Dars
12:40	Al-Tarteel
13:10	Friday Sermon
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Fiq'ahi Masa'il
15:35	Kids Time
16:10	Faith Matters
17:10	Maidane Amal Ki Kahani
17:45	Al-Tarteel
18:15	MTA World News
18:35	Jalsa Salana Address [R]
19:25	Real Talk [R]
20:25	Fiq'ahi Masa'il [R]
20:50	Kids Time [R]
21:25	Maidane Amal Ki Kahani [R]
22:00	Friday Sermon [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme

Thursday 17th January 2013

00:05	MTA World News
00:25	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an.
00:40	Al-Tarteel
01:10	Jalsa Salana Address
02:05	Fiq'ahi Masa'il
02:30	Mosha'airah: an evening of poetry
03:40	Faith Matters
04:55	Liqa Ma'al Arab
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:50	Huzoor's Tours: West Africa 2004
07:45	Beacon of Truth
08:50	Tarjamatul Qur'an Class
10:00	Indonesian Service
10:55	Pushto Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Yassarnal Qur'an
12:40	Beacon of Truth [R]
13:45	Shotter Shondhane
14:45	Aaina
15:20	Maseer-e-Shahindgan: A Persian programme
15:55	Roohani Khazaa'en Quiz
16:20	Tarjamatul Qur'an class [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:25	Jalsa Salana Nigeria 2008: Huzoor's address [R]
19:15	Faith Matters
20:20	Aaina [R]
20:55	Tarjamatul Qur'an class [R]
22:00	Qur'anic Arcahelogy [R]
22:50	Beacon of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 20 | Friday 04 January , 2013 | Issue No. 01

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{اگست 2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات}

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط نمبر66)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:''پس اے احمدی!اگر تو سلامتی کا شہزادہ بننا چاہتا ہے، اگر تو چاہتا ہے کہ آسمان سے ملوک تیری تعظیم کریں اور ذوالجبروت تیری تعظیم کریں تو لازم ہے کہ قبولیت کی ان علامتوں کی طرف دوڑ اور بڑی تیزی کے ساتھ ان علامتوں کو اپنے وجود میں جاری کرلے جو اللہ کے پیاروں اور اس کے محبوبوں کی علامتیں ہوا کرتی ہیں۔ یہ کام ہم کردیں تو ساری دنیا میں اسلام کی فتح کے کام اللہ کرے گا، ہماری ساری مشکلیں دور ہوجائیں گی، سارے مصائب ٹل جائیں گے، ہر غم خوشی اور راحت میں تبدیل ہوجائے گا اور ہر خوف امن میں بدل جائے گا''

(خطبات طاہر جلد2 صفحہ:357-358)

قارئین الفضل کے لئے ذیل میں Persecution Report بابت ماہ اگست 2012ء سے ماخوذ چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے مقدس امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کیلئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔آمین ثم آمین

وہی قاتل، وہی شاہد، وہی منصف ٹھہرے
ختم نبوت والوں کا مولوی بن گیا
مسلم لیگ کے وزیر اعلیٰ پنجاب کا مشیر

فیصل آباد: ایک خود ساختہ سیاسی اور سماجی شخصیت محمود اعجاز نے روزنامہ امن فیصل آباد کے 8 اگست کے شمارہ میں ایک بڑا اشتہار شائع کروایا جس میں زاہد محمود قاسمی کو حکومت پنجاب کے مذہبی امور میں مشیر مقرر ہونے پر دلی مبارک باد پیش کی گئی ہے۔یاد رہے کہ یہ مولوی عالمی تحفظ ختم نبوت پاکستان کا جنرل سیکرٹری ہے اور مشیر کا یہ عہدہ صوبائی وزیر کے مساوی اختیارات کا حامل ہے۔شرفا پر تو یہ تصویری اشتہار ملاحظہ کرکے لرزہ طاری ہے کیونکہ تحریک ختم نبوت کے نام پر فسادیوں کا ایسا اکٹھ ہے جو ملک سے جماعت احمدیہ کا مکمل صفایا کرنے کے عزائم رکھتے ہیں۔مولوی زاہد قاسمی اس تحریک کا جنرل سیکرٹری ہے جس کی قیادت مولوی منظور چنیوٹی کے ہاتھ تھی، اور منظور چنیوٹی کا یہ جملہ زبان زد عام ہے کہ ''اگر سمندر کی تہہ میں دو مچھلیاں بھی لڑتی ہیں تو وہاں بھی قادیانیوں کا ہاتھ ہے''۔

یاد رہے کہ اپنی زندگی میں اس چنیوٹی مولوی نے ہی مولوی اسلم قریشی کے مفقود الخبر ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ پر اس کے قتل کا الزام عائد کیا تھا اور اعلان کیا تھا کہ اگر میں اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا نکلا تو مجھے چوراہے میں پھانسی پر لٹکادیں۔لیکن جب چند سال بعد مولوی اسلم قریشی از خود ہی ایران سے واپس آگیا تو مولوی منظور چنیوٹی کو اپنی خجالت مٹانے کے لئے ہمسائیگی میں لہریں اڑاتے دریائے چناب سے چلّو بھر پانی بھی میسر نہ آیا۔

قصہ مختصر مولوی چنیوٹی کے فوت ہونے پر اس کا بیٹا مولوی الیاس چنیوٹی وارث ٹھہرا۔ یعنی یہ مولوی جمیعت علمائے اسلام کی ممبر شپ رکھتا تھا اور تحریک ختم نبوت کا کرتا دھرتا بن گیا۔اس مولوی نے 2008ء کے عام انتخابات کے بعد پارٹی بدل لی اور پاکستان مسلم لیگ کے نواز ٹولے میں جا بیٹھا۔کیونکہ صوبہ پنجاب میں جمیعت علمائے اسلام گروپ کا جھنڈا اٹھانے کی نسبت مسلم لیگ نواز گروپ کا لبادہ اوڑھنے سے زیادہ کمائی ممکن ہے۔ پس پنجاب کی صوبائی اسمبلی کا رکن بن کر اس مولوی نے اپنے حاکموں کی طرح گندی سیاست اور بدنام کارنامے کرنے شروع کردیئے۔

روزنامہ جناح نے اپنے 23 جولائی 2010ء کے شمارہ میں رپورٹ شائع کی کہ لاہور ہائی کورٹ نے حکم دیا ہے کہ چنیوٹ کی 6848 کینال زمین کسی کو بھی پٹہ پر نہ دی جائے بلکہ محکمہ جنگلات اس پر شجر کاری کرے۔جبکہ ایم پی اے مولوی الیاس چنیوٹی نے ڈی سی او کو ہدایت کر رکھی تھی کہ یہ زمین میرے سسر، ہم زلف اور ایک ذاتی ملازم کو پٹہ پر دے دی جائے۔

3 جولائی 2012ء کے شمارہ میں روزنامہ خبریں نے مولوی الیاس کے حوالہ سے لکھا کہ امریکہ قادیانیوں کو پاکستان میں مسلمان قرار دلوا کر خانہ جنگی کروانا چاہتا ہے۔مولوی الیاس چنیوٹی امیر عالمی ختم نبوت نے بیان دیا کہ قادیانی امریکہ اور برطانیہ کے ایجنٹ ہیں اور قادیانی ان دونوں طاقتوں کے مفادات کے لئے کام کر رہے ہیں۔

جبکہ اس دیوبندی گروہ کا جنرل سیکرٹری مولوی زاہد قاسمی اپنے امیر سے بھی کہیں زیادہ ہرزہ سرائی کا دلدادہ ہے۔

روزنامہ نوائے وقت کے 21 اپریل کے شمارہ کے مطابق زاہد قاسمی نے بیان دیا کہ نمازوں کے اوقات میں اور بطور خاص نماز جمعہ کے وقت عوام پر لوڈ شیڈنگ کا عذاب مسلط کرنے میں منظم سازشیوں کا خفیہ ہاتھ ہے اور اس میں یہود، ہنود اور قادیانی ملوث ہیں۔

قابل فکر امر یہ ہے کہ مسلم لیگ نواز نے مذہبی امور کی وزارت کے واسطے فرقہ واریت میں ملوث مولوی ہی کیوں چنا ہے؟یاد رہے کہ امسال ماہ فروری میں صوبہ پنجاب کی سطح پر مذہبی امور کے واسطے قائم متحدہ علماء بورڈ نے بہتیرے جتن کئے کہ کسی طرح احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت کے واسطے شائع ہونے والے ماہنامہ مصباح اور روزنامہ الفضل کی اشاعت روک دی جائے۔لیکن مسلم لیگ نواز کی دوغلی پالیسی اور منافقت کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے کیونکہ ڈیلی ڈان نے اپنے 5 مئی کے اخبار میں لکھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب شدت پسندی کے جن کو بوتل میں بند کرنا چاہتے ہیں۔

مولوی کو جتنے بھی پر لگ جائیں، گاڑی پر جتنے مرضی جھنڈے لگ جائیں، ہم نے تو یہ سنا ہے کہ

وہ چیزیں اور ہیں جو قد و قامت کو بڑھاتی ہیں
فقط دستار سے تو قد بڑھایا جا نہیں سکتا
چمکنا ہو جسے خود اس کو قدرت نور دیتی ہے
کسی مچھر کو تو جگنو بنایا جا نہیں سکتا

اسلام کا وقار بڑھاتے ہوئے چلو!!

کنجاہ پنجاب میں رمضان میں شیطان

گزشتہ رمضان المبارک میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنجاہ صوبہ پنجاب نے نقشہ سحر و افطار تیار کروا کر تقسیم کیا جو کسی بھی ملک کے آئین میں میسر تمام تر ممکنہ آزادیوں سے ماوراء اور گھٹیا پن کی بھی گھٹیا ترین مثال ہے۔اس کیلنڈر کی طباعت کے اخراجات خصوصی متعاون اور دعاگو بنتے ہوئے اعجاز میڈیکل سٹور نے ادا کئے ہیں۔

ہم نے سنا اور پڑھا تھا کہ رمضان میں شیطان جکڑے جاتے ہیں لیکن ذیل میں مندرج اس نقشہ سحر و افطار کی تحریر پڑھ کر پتہ چلا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے شیطانوں کو کچھ اور ہی درکار ہے۔

جو کچھ نقشہ سحر و افطار پر لکھا گیا وہ ہم نقل کفر، کفر نباشد کے تحت بلاتبصرہ درج کرتے ہیں تا سعید روحیں جماعت احمدیہ کے گھٹیا ترین دشمن کی بدذاتی اور بددیانتی اور کذب و افتراء پر مبنی شرانگیزی کو ملاحظہ کرکے تحقیق حق کرسکیں اور غلامان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ظلم عظیم پر اپنے مولیٰ کریم کے سامنے زیادہ سے زیادہ زاری کرسکیں۔

کیلنڈر کی پیشانی پر آیت خاتم النبیین بمع ترجمہ درج کرکے لکھا کہ میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں (الحدیث)

'' قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر ایک نظر

اللہ کی توہین: مرزا قادیانی اپنا کشف بیان کرتا ہے کہ میں عورت ہوں (یعنی مرزا) اور خدا نے مجھ سے وہ کام کیا ہے جو مرد عورت سے کرتا ہے سمجھنے والے کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔(حوالہ اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر3)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین: یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔

(حوالہ مرزا محمود کی ڈائری اخبار الفضل صفحہ نمبر5)

حضرت عیسیٰ کی توہین: مرزا کہتا ہے کہ آپ علیہ السلام کا خاندان بھی نہایت ہی پاک اور مطہر ہے کہ آپ کی (نعوذ باللہ) تین دادیاں اور تین نانیاں زنا کار کسبی عورتیں تھیں کہ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

(حوالہ ضمیمہ انجام آتھم)

صحابہ کرام کی توہین: ابو بکرؓ و عمرؓ کیا تھے؟ وہ تو (نعوذ باللہ) حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے بھی لائق نہیں تھے۔(حوالہ ماہنامہ المہدی جنوری،فروری صفحہ نمبر3 سن1915ء)

تمام مسلمانوں کی توہین: ہر ایک ایسا شخص جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے پر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا اور یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مانتا ہے پر مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے (حوالہ کلمۃ الفصل صفحہ نمبر 110)

مرزائیوں سے تعلقات کا شرعی حکم

......صورت مسئلہ میں اس وقت چونکہ قادیانی کافر محارب اور زندیق ہیں اور اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت نہیں سمجھتے بلکہ عالم اسلام کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔اس لئے ان کے ساتھ تجارت کرنا، خرید و فروخت کرنا ناجائز و حرام ہے۔کیونکہ قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ لوگوں کو قادیانی بنانے میں خرچ کرتے ہیں گویا اس طرح مسلمان بھی سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد بنانے میں ان کی مدد کررہے ہیں لہٰذا کسی بھی حیثیت سے ان سے معاملات رکھنا ہرگز جائز نہیں ہیں۔اسی طرح شادی کھانے پینے میں ان کو شریک کرنا، عام مسلمانوں کا ان کے ساتھ اختلاط کرنا اور ان کی باتیں سننا، جلسوں میں ان کو شریک کرنا، ملازم رکھنا ان کے ہاں ملازمت کرنا، یہ سب کچھ حرام بلکہ دینی حمیت کے خلاف ہے۔فقط والسلام محمد یوسف لدھیانوی حوالہ آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد نمبر1 صفحہ 276''۔

مولوی کی خامہ فرسائی ختم ہوئی۔

ہماری تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جلد تر سمجھے۔

آمین

(باقی آئندہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعائیں بکثرت پڑھیں

۞ ...... رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ ۔

اے اللہ ہر چیز تیری خادم ہے۔اے میرے رب پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما

۞ ...... اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں

اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

۞ ...... اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔